ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

۳

صفر ۱۴۲۹ھ مارچ ۲۰۰۸ء

قادیانیوں کا صد سالہ جشن حقیقت کے آئینے میں

سرمایہ دارانہ جمہوری نظام اور ووٹ کی شرعی حیثیت

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

”زوال تیرے تعاقب میں ہے“

عدلیہ کی بحالی اور اسلام کی بالادستی

نورِ ہدایت

القرآن

’’وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے O اے ایمان والو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمھیں سخت عذاب سے نجات دے O (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے O وہ تمھارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں، جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات ہیں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں، داخل کرے گا، یہ بڑی کامیابی ہے O (الصّف:۹ تا۱۲)

الحدیث

سیدنا عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جبکہ آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے اور میں تمھیں بتاتا ہوں۔ میرا پہلا امر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہے اور میری ماں کا خواب ہے جو انھوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میری ماں کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا تھا، جس نے ان پر شام کے محلات کو روشن کر دیا تھا۔

اس روایت کو بغویؒ نے (اپنی اسناد کے ساتھ) شرح السنۃ میں نقل کیا ہے۔(۵۷۵۹)، مظاہر حق، ج۵)

الآثار

افکار کی دنیا میں نظر یئے یوں بکھرے پڑے ہیں جیسے سمندر میں سیپ۔ موتی کی تلاش میں نکلنے والا سیپوں پر قناعت نہیں کرتا۔ وہ گہرے پانیوں میں غوطہ لگاتا ہے تا کہ مقصود کا گوہر مل جائے۔ اس تلاش و جستجو میں سمندری بلاؤں سے بھی اس کو واسطہ پڑتا ہے۔ وہ ان سے نمٹتا، سمٹتا اس لعل جہاں تاب کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ حرّیت فکر ایک نعمت ہے مگر کس کے لیے؟ ہر آدمی کے لیے ہر گز نہیں۔ ہمارے اس زخمی سماج میں اس نعمت الٰہی سے فیض یاب ہونے والے انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ لیکن حادثہ یہ ہے کہ جو لوگ اس نعمت سے نوازے گئے ہیں، وہ بھی فکر غیر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اپنے افکار کی انہیں خبر تک نہیں ہوتی اور فکر اسلامی سے مرصع ہوئے بغیر اغیار میں ڈوب کر ابھرنا محال نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

(اقتباس کالم روزنامہ ’’خبریں‘‘ ۔۲۲؍فروری ۱۹۹۵ء)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد
سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 19 شمارہ 3 صفر 1429ھ ــــ مارچ 2008ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-541

تسلسل

دل کی بات:	"زوال تیرے تعاقب میں ہے"	مدیر	2
شذرات:	حضرت سید نفیس الحسینی، مولانا محمد اشرف شاد رحمہم اللہ	مدیر	3
دین ودانش:	زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا	مولانا عبداللطیف مدنی	4
//	توحید کی حقیقت	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	7
//	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	ڈاکٹر عبدالمعید	14
شاعری:	ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم	جعفر بلوچ	17
//	رنگِ سخن	پروفیسر محمد اکرام تائب	18
//	تعبیر ناتمام	پروفیسر خالد شبیر احمد	19
افکار:	عدلیہ کی بحالی کے ساتھ اسلام کی بالادستی بھی ضروری ہے	مولانا زاہد الراشدی	20
//	سرمایہ دارانہ جمہوری نظام میں شمولیت اور ووٹ کی شرعی حیثیت	مولانا محمد احمد حافظ	23
//	محبت کے نام پر زہر	محمد طاہر سلطان کھوکھر	36
ردّ قادیانیت:	قادیانیوں کا صد سالہ جشن حقیقت کے آئینے میں	پروفیسر خالد شبیر احمد	39
//	موجودہ بحران میں قادیانیوں کا کردار	محمد عابد مسعود	45
طنز ومزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	47
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی	48
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61

زیر سرپرستی
مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت مولانا
سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقائے فکر
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
محمد الیاس میرانپوری
Ilyas_miranpuri@yahoo.com
Ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زر تعاون سالانہ
اندرون ملک ــــ -/200 روپے
بیرون ملک ــــ -/1500 روپے
فی شمارہ ــــ -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کی شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آتش کیل نو پرنٹرز
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

رابطہ: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات　　مدیر

''زوال تیرے تعاقب میں ہے''

عام انتخابات کے نتیجے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مرتبہ ''بادشاہ گروں'' نے سابق حکمرانوں کا ساتھ نہیں دیا۔ ذلت آمیز شکست کھانے والی حکمران جماعت ق لیگ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ انتخابات منصفانہ اور شفاف ہوئے ہیں۔ نیب کے ایک سابق افسر جنرل احتشام ضمیر نے ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں صدر پرویز کی طرف سے دھاندلی کے حکم اور اس پر عمل درآمد کا راز افشاء کر کے نہ صرف ضمیر کی آواز کو بلند کیا ہے بلکہ سابق حکومت کی حیثیت کا بھانڈا بھی بیچ چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

مرکز میں پیپلز پارٹی اکثریتی جماعت بن کر ابھری ہے۔ مسلم لیگ (ن) نے پیپلز پارٹی کو مرکز میں حکومت بنانے کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ اگر سب جماعتیں مل کر عوامی فیصلے کا احترام کریں تو پاکستان پھر سے امن، ترقی واستحکام کے راستے پر گامزن ہوسکتا ہے۔ نواز شریف، معزول چیف جسٹس اور دیگر ججوں کی بحالی کے مطالبے پر ڈٹے ہوئے ہیں جب کہ آصف زرداری اس مطالبے پر تحفظات رکھتے ہوئے اس مسئلہ کو نئی پارلیمنٹ میں طے کرنا چاہتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کو صدر پرویز کے مواخذے کی بھی جلدی نہیں۔ یہ کڑے امتحان کا وقت ہے۔ سیاسی کھلاڑی پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہے ہیں اور ناپ تول کر بول رہے ہیں۔ پی پی پی، مسلم لیگ (ن) اور اے این پی قومی سوچ کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر پرویزی اقتدار سے نجات پائیں۔ اگر اس نازک وقت میں ایک دوسرے کو تسلیم نہ کیا گیا تو ۱۹۷۰ء جیسی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے۔ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوگیا تھا۔ پیپلز پارٹی عدلیہ کی بحالی کو سنجیدگی سے لے۔ خود آصف زرداری بھی اعتراف کر چکے ہیں کہ وکلاء کی تحریک ہماری حکومت کے لیے بڑا چیلنج ہوگا۔

متحدہ مجلس عمل اپنے انجام کو پہنچ گئی اور ق لیگ کی عمر بھی پوری ہوگئی۔ لال مسجد، وزیرستان وسوات اور بلوچستان میں فوجی آپریشنز، حقوقِ نسواں بل اور دیگر ایسے ہی کئی اہم اور حساس معاملات پر مذکورہ جماعتوں کا کردار قابل تحسین نہیں تھا۔ جس کا نتیجہ اُن کو مل گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ صدر پرویز کے لیے عوام کے دل میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ جس نے بھی اُن کا ساتھ دیا وہ زوال آشنا ہوگیا۔ صدر پرویز اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے امریکہ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امریکہ نے ہمیشہ اپنے دوستوں سے بے وفائی کی ہے اور ڈوبتے کو کبھی سہارا نہیں دیا۔ وہ اپنا کام نکال کر نئے دوست تلاش کرتا ہے اور پھر نئے دوستوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتا ہے۔ آئندہ حکومت بنانے والوں کو یہ حقیقت کبھی نہیں بھولنی چاہیے۔ امریکی استعمار تمام بین الاقوامی اخلاقی ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے پاکستان کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت کر رہا ہے۔ وطن عزیز مکمل طور پر امریکی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ساٹھ سال پہلے برطانیہ کے غلام تھے۔ ہمیں آزادی ملی ہی کب ہے، برطانیہ، جاتے جاتے ہمارا ہاتھ امریکہ کے ہاتھ میں دے گیا۔ ہمیں پاکستان کی آزادی، خودمختاری اور سلامتی کی نئی جنگ لڑنا ہوگی۔ اب صدر پرویز کی واپسی ہے۔ زوال اُن کے تعاقب میں ہے:

جی کا جانا ٹھہر گیا ہے
صبح گیا یا شام گیا

حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ:

معروف روحانی شخصیت، بین الاقوامی شہرت کے حامل خطاط اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینی ۲۶ر محرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۵ر فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عملی زندگی کا آغاز فنِ خطاطی سے ہوا اور اختتام عظیم روحانی شخصیت پر ہوا۔ شاہ صاحب کی زندگی میں یہ انقلاب مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کی نسبت وصحبت کا فیض ہے۔ وہ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز اور خانقاہِ رائے پور کے ایک روشن چراغ تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کی نعمت سے متصف تھے۔ اسی محبت کا جلوہ اُن کی طبیعت، مزاج، فن، شخصیت اور رویوں میں جھلکتا تھا۔ وہ انتہائی منکسر المزاج، وضع دار اور متبع سنت انسان تھے۔ دینی جماعتوں کی سرپرستی، علماء سے محبت، طلباءِ دین کی حوصلہ افزائی اور سب کے ساتھ شفقت اُن کے اوصافِ حمیدہ تھے۔ اطلاع وتشہیر نہ ہونے کے باوجود اُن کی نمازِ جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے، جن میں علماء، مدارسِ اسلامیہ کے طلباء، حفاظِ قرآن اور دینی جماعتوں کے کارکنوں کی اکثریت تھی۔ اللہ والوں کے جنازے ایسی ہی ہوتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، آپ کے جانشین حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور آپ کے خانوادے سے اُن کی محبت بے مثال تھی۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے ورثا کو صبر، ہمت اور حوصلہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا محمد اشرف شاد رحمۃ اللہ علیہ:

ممتاز عالم دین اور جامعہ اشرفیہ مان کوٹ (ضلع خانیوال) کے مہتمم حضرت مولانا محمد اشرف شاد رحمۃ اللہ علیہ ۸ر صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶ر فروری ۲۰۰۸ء طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علمی حلقوں میں حضرت مولانا کو نہایت بلند مقام حاصل تھا۔ علم الصرف میں اُن کا ذوق اس قدر بلند تھا کہ ''امام الصرف'' کے لقب سے معروف تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک عاجز بندے کی طرح زندگی گزاری۔ وہ ایک درویش اور متقی انسان تھے۔ انھوں نے معروف عالم و مدرس حضرت مولانا منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ونحو کے علوم حاصل کیے اور اُن کا فیض زندگی کے آخری سانسوں تک جاری رکھا۔ مان کوٹ ضلع خانیوال کے دیہات میں مدرسہ قائم کیا اور علومِ دینیہ کی تدریس شروع کر دی۔ آج یہ مدرسہ ملک کے اہم مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کے سینکڑوں شاگرد ہیں۔ جو یقیناً آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ اپنی تمام کو اولاد کو قرآن وحدیث کا علم پڑھایا۔ آپ کے فرزند و جانشین مولانا مفتی محمد احمد آپ کے فیض کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کے جنازہ میں سینکڑوں علماء اور طلباء شریک تھے۔ یہ ایک مثالی جنازہ تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے حسنات قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی اولاد کو آپ کا صحیح علمی و دینی جانشین بنائے۔ (آمین)

زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا

بَابُ لَا یَزْنِی الزَّانِی وَھُوَ مُؤْمِنٌ

درسِ حدیث

مولانا عبداللطیف مدنی

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ نَا عَبِیْدَۃُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ وَھُوَ مُوْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلٰکِنَّ التَّوْبَۃَ مَعْرُوْضَۃٌ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَۃَ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَقَدْرُوِیَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْہُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَاْسِہٖ کَالظُّلَّۃِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ الْعَمَلِ عَادَ اِلَیْہِ الْاِیْمَانُ وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ فِیْ ھٰذَا خُرُوْجٌ عَنِ الْاِیْمَانِ اِلَی الْاِسْلَامِ وَقَدْرُوِیَ مِنْ غَیْرِوَجْہٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الزِّنَا وَالسَّرِقَۃِ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ فَاُقِیْمَ عَلَیْہِ الْحَدُّ فَھُوَ کَفَّارَۃُ ذَنْبِہٖ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَسَتَرہٗ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اِنْ شَاءَ عَذَّبَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَہٗ رَوٰی ذٰلِکَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَعُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ وَ خُزَیْمَۃُ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والا ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا اور چور ایمان کی حالت میں چوری نہیں کرتا، لیکن اس پر توبہ پیش کی جائے گی اور انھی سے ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سائبان کی طرح معلق ہوجاتا ہے۔ پھر جب وہ اس معصیت سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے اور ابوجعفر محمد بن علی نے فرمایا ہے کہ اس حالت میں ایمان سے اسلام کی طرف نکلتا ہے یعنی اس گناہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کا ایمان کے ساتھ اقرار زبانی ہی تھا اور زبانی اقرار کا نام اسلام ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس برے کام کا ارتکاب نہ کرتا۔“

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب ہے کہ وہ شخص ارتکاب معصیت کے وقت کامل مومن نہیں رہتا اور اس میں سے ایمان کا نور نکل جاتا ہے اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی فرمایا ہے کہ مرتکب معصیت کامل مومن نہیں رہتا اور اس کا ایمان ناقص ہوجاتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے ایک بڑی اچھی مثال دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک گناہگار کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بینا شخص اپنی آنکھ بند کر لے تو اُسے کچھ بھی نظر نہیں آتا اور اس لحاظ سے ایک بینا اور ایک نابینا دونوں برابر ہوجاتے ہیں، نہ یہ دیکھتا ہے اور نہ وہ، لیکن فرق یہ ہے کہ نابینا آنکھوں کی روشنی ہی نہیں رکھتا اور بینا اگر چہ

روشنی تو رکھتا ہے مگر غلافِ چشم کی وجہ سے وہ روشنی کام نہیں کرتی۔ اسی طرح ایک مومن کے نورِ بصیرت پر جب بہمیت کا حجاب پڑ جاتا ہے تو وہ بھی کافر کی طرح معصیت اور طاعت کا فرق نہیں پہچانتا۔ اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مومن جس حالت میں زنا کرتا ہے اس کا نور ایمانی بہمیت ومعصیت کی تاریکی سے ایسا ناقص اور کمزور پڑ جاتا ہے کہ اسے بھی گناہ کرنے میں کوئی خوف نہیں رہتا اور جب بندہ اس گناہ کے بعد صدقِ دل سے توبہ کر لیتا ہے تو یہ حجاب چاک ہو کر نورِ ایمان پھر جگمگانے لگتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مؤمن گناہ کبیر کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا، یہ اہل سنت کے نزدیک ہے اور بعض احادیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ مؤمن نہیں اور امام ترمذیؒ نے روایات نقل کی ہیں جن میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کیوں کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں اس لیے پہلی روایت کا جواب:

(۱) کمال ایمان کی نفی ہے۔　　(۲) یہ کام کافرانہ ہے مومنوں والا نہیں۔

(۳) زجر وتوبیخ پر موقوف ہے۔　　(۴) ایمان اور معصیت جمع نہیں ہو سکتے۔

مؤمن کے ساتھ ایمان کا تعلق ہوتا ہے جب وہ گناہ کرتا ہے تو ایمان نکل کر سائبان کی طرح معلق ہو جاتا ہے او رجب بندہ گناہ سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان واپس آجاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا اور چوری کے متعلق فرمایا جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے پھر دنیا میں اس کی سزا دے دی جائے یعنی حد پڑ جائے تو یہ سزا اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) پردہ پوشی فرمائیں تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو (آخرت میں بھی) اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو سزا دے دے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ اَبِی السَّفَرِ نَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ الْھَمْدَانِیُّ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ یُوْنَسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْھَمْدَانِیُّ عَنْ اَبِی جُحَیْفَۃَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتُہ' فِی الدُّنْیَا فَاللّٰہُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ یُّثْنِّیَ عَلٰی عَبْدِہِ الْعُقُوْبَۃَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَمَنْ اَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَفَاعَنْہُ فَا للّٰہُ اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یَعُوْدَ فِیْ شَیْءٍ قَدْ عَفَاعَنْہُ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَھٰذَا قَوْلُ اَھْلِ الْعِلْمِ لَانَعْلَمُ اَحَدًا کَفَّرَ اَحَدًا بِالزِّنَا وَالسَّرِقَۃِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ.

ترجمہ: حضرت علی ابن طالب سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو (دنیا میں) حد پڑ گئی اور دنیا میں اس کو جلدی سزا دے دی گئی تو اللہ بہت عادل ہے اس سے کہ اپنے بندے کو آخرت میں دوبارہ سزا دے اور جس کو حد پڑ گئی اور اللہ نے (پردہ پوشی کر کے) معاف فرما دیا تو اللہ بہت کریم ہے، اس سے کہ جو چیز معاف کر چکا اس کا اعادہ کرے۔

تشریح: علماء کا اس میں اختلاف ہے حدود کفارات ہیں یا زواجر؟ امام شافعیؒ کے نزدیک حدود کفارۂ سیئات ہیں۔ اور بعض کے نزدیک حدود کفارہ نہیں محض زواجر ہیں یعنی کسی جرم پر حد لگ جانے سے گناہ معاف نہیں ہوتا بلکہ توبہ ضروری ہے۔ ائمہ احناف یعنی امام اعظمؒ اور صاحبینؒ سے اس بارے میں کوئی روایت نہیں اور مشائخ احناف کے اقوال مختلف ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ حدود زواجر ہیں۔ کفارات یعنی سواتر نہیں اور صاحبِ ملتقط حنفی المذہب ہونے کے باوجود حدود کے کفارہ ہونے کے قائل ہیں۔ اور شیخ نجم الدین نسفیؒ اپنی تفسیر ''تیسیر میں ''فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہ' عَذَابٌ اَلِیْمٌ '(البقرہ ۱۷۸)

کے تحت محرم پر جزاءصید کے متعلق فرماتے ہیں کہ غیر مصر کے لیے کفارہ ہے اور مصر کے لیے کفارہ نہیں۔صاحب تفسیر کا یہ قول احناف کے اقوال مختلفہ میں تطبیق کی صورت بن سکتا ہے۔حدیث باب سے امام شافعیؒ بظاہر استدلال ہے:

جواب ''فَعُوْقِبَ فِی الدُّنْیَا'' سے مراد حدود نہیں بلکہ مطلقاً مصائب اور تکوینی آفات مراد ہیں کیوں کہ اگر حدود مراد لی جائیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ''لَا اَدْرِی الْحُدُوْدُ کَفَّارَاتٌ لِاَهْلِهَا اَمْ لَا'' بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

احادیث میں تطبیق:

دراصل حد میں دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ وہ منجملہ مصائب کے ایک مصیبت ہے اور دوسری حیثیت شرعی سزا ہونے کی ہے۔پس پہلی حیثیت سے اس کا کفارۂ ذنوب ہونا، ہم احناف بھی تسلیم کرتے ہیں جب کانٹا چبھنے اور چیونٹی کے کاٹنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں تو رجم، کوڑے لگنے اور قطع ید سے کیوں معاف نہ ہوں گے۔تو مصیبت ہونے کی حیثیت سے وہ کفارۂ سیئات ہیں مگر ہم اس کی تعیین نہیں کرتے کہ جس گناہ پر حد لگی ہے متعین طور پر وہی معاف ہوا مطلقاً عفو کے قائل ہیں جیسے کہ مصائب تکوینیہ سے بلا تعیین مطلق گناہ معاف ہوتے ہیں اور حضرات شوافع متعین طور پر اس گنا کے لیے کفارہ قرار دیتے ہیں جس پر یہ حد لگی ہے اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے متعین گناہ کے عفو کی امید مفہوم ہوتی ہے اور عفو موعود نہیں۔

چنانچہ اس میں وہ گناہ بھی مذکور ہے جس پر حد نہ لگی ہو۔پس حد کا متعین گناہ کے لیے کفارہ ثابت نہ ہوا۔حاصل یہ کہ ہم حدود کو ''زواجر بالذات اور سواتر بالعرض'' کہتے ہیں جب کہ شوافع اس کے برعکس ہونے کے قائل ہیں، لیکن جب توبہ سے بالاتفاق حد ساقط نہیں ہوتی حالانکہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَانَ لَا ذَنْبَلَه'' تو حد لگنے سے توبہ بھی ساقط نہ ہونی چاہیے؟ معلوم ہوا کہ مشروعیت عفو سیئات کے لیے نہیں ورنہ توبہ کے بعد حد لگانا بے معنی ہوگا۔

قادیانیوں کی طرف سے جشن صد سالہ خلافت پر
''نقیبِ ختم نبوت'' کا خاص نمبر

۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی آنجہانی ہوا، اس کی موت کے بعد قادیانی جماعت کی (نام نہاد) خلافت کا آغاز ہوا۔ جس کو مئی ۲۰۰۸ء میں ایک صدی ہو رہی ہے۔اس پر قادیانی سالِ رواں کو جشن صد سالہ خلافت کے نام پر منا رہے ہیں۔ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان نے اس صورت حال پر ان شاء اللہ تعالیٰ ایک خاص شمارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔عنوانات درج ذیل ہیں:

(۱) قادیانیوں نے امت کو کیا دیا؟		(۲) قادیانیوں نے کیا کھویا کیا پایا؟

(۳) قادیانی عقائد ونظریات اور سیاسیات		(۴) قادیانیت اور وطن دشمنی

اور اس کے علاوہ دیگر موضوعات کہ گزشتہ ایک صدی میں کفر وارتداد کے نام پر دنیا کو کیسے دھوکہ دیا گیا؟ دین اور تحفظ ختم نبوت کا درد رکھنے والے اہل علم اور اہل فکر ودانش سے گزارش ہے کہ وہ قلم اٹھائیں......اور......اپنا حصہ ڈالیں! (ادارہ)

توحید کی حقیقت

(خطاب بہ موقع شہداء ختم نبوت کانفرنس ۶/ مارچ ۱۹۸۶ء، مسجد احرار، چناب نگر)

ابن امیرشریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: حافظ محمد اکمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً وَّلَمْ یَکُنْ لَّہ‘ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہ‘ وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا. سُبْحَانَہ‘ وَتَعَالیٰ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلَوًّا کَبِیْرًا. وَاَ شْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَا اللّٰہُ وَحْدَہ‘ لَا شَرِیْکَ لَہ‘ اَلَّذِیْ اَرْسَلَ مُحَمَّدً اَنبِیاً وَّرَسُوْلاً وَّشَاھِدًا وَمُبَشّراً وَنَذِ یْراً وَدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجاً مُّنِیْراً. وَصَلَی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْجَاعِہٖ وَاَحْذَ ابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً. اَللّٰھُمَّ صَلِ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد. اَللّٰھُمَ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد.

اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ وہی اور صرف وہی اس لائق ہے کہ اسکا شکر ادا کیا جائے اس کی حمد پڑھی جائے۔ اس کی بارگاہ میں اپنے وجود کے سب سے معزز اور آبرومند حصے پیشانی کو جھکایا جائے۔ اپنی عبدیت کا اقرار کیا جائے اور اس کے معبود کامل ہونے کا اظہار کیا جائے۔ اپنے تذلیل کی انتہا دکھائی جائے۔ اور اس کی عزت کی انتہا قبول کی جائے۔ یہی اسلام کی بنیاد ہے۔ جو شخص اللہ کی صفات اور اللہ کی ذات کو اس طرح نہیں مانتا جس طرح سرورکونین رسول الثقلین، امام المشر قین والمغر بین صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس برس سنایا سمجھایا اور منوایا تو وہ مومن نہیں ہے۔ یہ موضوع تو اس قابل ہے کہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہر آدمی کے لیے الٰہ اور صفات الٰہ پر تین مہینے کا ریفریشر کورس ہو۔ اور ان پڑھ لوگوں کی اصلاح کے لیے مستقل تعلیم وتبلیغ کا انتظام ہو، لیکن اپنی کم مائیگی کے باوجود مختصراً جو میں بیان کرسکتا ہوں وہ عرض خدمت کرتا ہوں۔ اسلام کی بنیاد کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکواۃ، جہاد، اعمال، رسالت، قیامت، اختیارات پر ہے اور عقائد کے یہ جتنے بھی حصے ہیں ان سب کی بنیاد توحید پر ہے۔ کوئی عقیدہ ختم نبوت، امامت ورسالت، قیامت وعدالت، نماز، روزہ کلمہ، حج، زکواۃ، صدقہ وخیرات، کوئی سوشل ورک، انسانی خدمت اور کوئی شریفانہ عمل، اس وقت تک اجر کے قابل نہیں جب تک انسان کے عقیدے کی بنیاد وحدت الٰہیہ پر قائم نہ ہو۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس کے لیے کم وپیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل مبعوث ہوئے۔ کسی نبی ورسول نے آ کر صرف اپنا وجود نہیں منوایا۔ ہر نبی نے اپنی بعثت کو، اظہارِ نبوت واعلانِ نبوت کے بعد منوایا۔ کسی بھی نبی کا واقعہ پڑھ لیجیے۔ تمام انبیاء ورسل کا ایک ہی بیان ہے۔

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (الاعراف:۶۵)

اوراسی طرح قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انھوں نے کہا کہ بھائیو! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ (الاعراف۷۳)

(اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا تو صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ اے قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔)

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء۲۵)

(اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے ہم نے جس قدر انبیاء ورسل مبعوث کیے سب سے پہلے ان کو یہ ذمہ داری سونپی کہ قوم کو بتاؤ لا الٰہ الا اللہ یہ نہیں فرمایا:

لَا سَمِیْعَ وَلَا خَبِیْرَ وَلَا مُحْیِیْ وَلَا مُمِیْتُ وَلَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلَا رَحِیْمَ وَلَا رَحْمٰنَ، وَلَا جَبَّارَ وَلَا قَهَّارَ، وَلَا سَتَّارَ وَلَا غَفَّارَ.

ان سے یہ نہیں کہلوایا صفات پر بحث نہیں کرائی۔ یہ نہیں منوایا کہ کون زندہ کرنے والا اور کون مارنے والا ہے۔ کون رزاق اور کون خالق ہے؟ بلکہ منوایا تو صرف اور صرف: الٰہ : مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۔ اب الٰہ کے لفظ پر علماء نے جو بحث کی تو ہزاروں صفحات لکھ ڈالے: الٰہ کیا ہے؟

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (طٰہٰ:۱۴) (میں جو ہوں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کرو۔)

مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس برس یہ تھوڑا ہی کہا ہے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، مانو لا الٰہ الا انا، لا الٰہ الا انا، لا الٰہ الا انا، اللہ کو منوایا۔ اللہ کو مان لیا تو پھر اللہ سے ولایت...... ایک ہے اللہ کی ولایت اور ایک ہے اللہ سے ولایت۔ اللہ کو جب مان لیا تو اب اللہ سے ولایت کو مانو، پھر ولایت دو قسم پر ہے۔ ایک ہے ولایت خاصہ اور ایک دوسری ہے ولایت عامہ۔ ولایت خاصہ مشتمل ہے نبوت ورسالت وامامت پر۔

رسالت نبوت اور امامت کا انتخاب:

اور یاد رکھیے امامت عام چیز ہے اور نبوت اس سے کچھ عام اور رسالت خاص ہے۔ ہر امام رسول نہیں ہوسکتا۔ ہر امام نبی تو ہوسکتا ہے۔ لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوسکتا۔ رسول صاحبِ شریعت ہوتا ہے۔ حلال وحرام کا اختیار لے کر آتا ہے۔ سابقہ شریعت کے قوانین میں ترمیم وتنسیخ کا حق لے کے آتا ہے رسالت کے بعد درجہ ہے نبوت کا۔ اس کے بعد امامت کا۔ لیکن یہ تینوں چیزیں اپنے بنانے یا کمانے سے نہیں ملتیں۔ کہ اگر پانچ لاکھ آدمی اکٹھے ہوکر کسی کو امام مان لیں تو وہ امام ہوگیا، نہیں، نہ امامت کسبی چیز ہے اور نہ ہی نبوت کسب سے ملتی ہے۔ اور نہ رسالت کسب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ یہ مناصب کمائی سے نہیں ملتے بلکہ انتخاب الٰہی ہے۔

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ (الحج ۷۵)

(اللہ چُنتا ہے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے۔) ساتویں پارے کا ایک پورا رکوع ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس انتخاب کو: اجتبا: کہا ہے۔

اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الانعام ۸۷)

(ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا تھا۔) اس سے پہلے شروع ہوتا ہے۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَ نُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ (الانعام:۸۴)

اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب بخشے اور سب کو ھدایت دی اور پہلے نوح کو بھی ھدایت دی اور ان کی اولاد میں سے۔ اور پھر ان کی ذریت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ (الانعام ۸۷)

ابراہیم علیہ السلام کے آباؤ اجداد میں سے ہم نے، ان کی اولاد میں سے ہم نے، اور ان کے بھائیوں میں سے ہم نے چنا۔ یہ پبلک الیکشن نہیں ہوا۔ یہ لوگ (POWER OF VOTE) سے منتخب نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی جاگیرداروں، وڈیروں، مذہبی اجارہ داروں، مذہبی وڈیروں کے انتخاب سے وہ نبی ورسول بنے۔

وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ (الانعام ۸۷)

اِجْتَبَیْنٰهُمْ: ہم نے چنا ان کو یہاں اِنَّا کا لفظ نہیں کہا۔ تاہم...... الفاظ میں بھی جلال وشکوہ بولتا ہے۔ جہاں اللہ اس قسم کی گفتگو فرماتے ہیں، الفاظ اتنی قوت والے، جلال والے، آمرانہ انداز کے ہوتے ہیں۔ اور آمریت مطلقہ کا پیکر ہوتے ہیں۔ جہاں قرآن کے تحفظ کی بات کی وہاں فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹) (بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہم نے ہی اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔)

چار مرتبہ! انا، نحن، نزلنا، وانا، اللہ اکبر...... طاقت، قوت، صولت، شاہی، دبدبہ، سطوت، جلال، امر...... آمر مطلق اللہ کا یہ حکم ہے کہ ہم نے نازل کیا۔ اور ہم ہی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کا ذکر آیا فرمایا۔ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ. بیشک ہم نے وحی کی ہم نے چنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو...... مکہ کے لوگوں نے نہیں چنا، ننھیال نے نہیں چنا، ددھیال نے نہیں چنا، کسی کی غیبی خبر کی وجہ سے نہیں چنا گیا۔ ماں کے رحم میں تھا تو: مجتباء الٰھی: تھا۔ باپ کی صلبِ گرامی میں تھا تو: اجتباء الٰھیہ: کا نشانِ عظیم تھا۔

کون ہے؟ جو اس مقام پہ کھڑا ہو کے یہ کہہ سکے کہ میں ہوں جس سے خدا گفتگو کرتا رہے۔ خدا ان سے گفتگو نہیں کرتا جن کے ضمیر وخمیر اور فطرت وخون میں غلاظت کی آمیزش ہو۔ جس کی ماں کا ظاہر و باطن، جس کے باپ کا ظاہر اور باطن مطہر اور پوتّر ہو نبوت وہاں جنم لیتی ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا!

وُلِدتُّ مِنْ اَصْلَابِ الطَّیِّبَةِ وَاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ نِكَاحًا لَا سِفَاحاً. (سیرت المصطفیٰ، ج ۲، ص ۱۳)

کہ میں پاک پشتوں اور پاک رحموں سے جنا گیا ہوں۔ میرے آباؤ اجداد میں کبھی کسی نے زنا نہیں کیا یہ ہے ولایت خاصہ!

ولایت خاصہ:

جو نہیں ملتی کسی کی کمائی سے۔ رات بھر ایک سو نفل نہیں! ایک ہزار نفل پڑھنے کی طاقت ہو تو پڑھو۔ ہر چار رکعت میں ایک قرآن ختم کرو، مریضوں، غریبوں، بے نواؤں، درماندوں، اور واماندوں کی خدمت میں زندگی بسر کردو۔ مدارسِ عربیہ کی ایک لائن لگادو۔ مساجد کی پرشکوہ عمارت سے انسانیت کو جھکادو۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود نہ نبوت ملے گی۔ نہ امامت ملے گی۔ نہ رسالت ملے گی۔ یہ ولایت خاصہ ہے۔ یہ اجتباء الٰھیہ ہے۔ اجتباء خاص ہے جو صرف اللہ کے قبضہ میں ہے کسی کے قبضہ میں نہیں۔ اور نبوت ورسالت وامامت نسل درنسل نہیں چلتی۔ اس کی مرضی ہو چلا دے۔ نہ چلائے۔ تو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔

وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ (القصص ۶۸)

(اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جیسے چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے ان کو اس کا اختیار نہیں ہے۔)

اللہ کو نہ مشیر چاہیے اور نہ وزیر......اور جو مشیر رکھے وہ اللہ نہیں۔ مختصراً والد ماجد رحمہ اللہ کے الفاظ میں الٰہ وہ ذات ہے جس کے بغیر کسی کا کام نہ چلے۔ اور جس کا کام کسی بن نہ اٹکے وہ الٰہ ہے۔ کوئی بھی اپنی مرضی سے اپنا کام نہیں چلا سکتا۔ اور اللہ کا کام روک نہیں سکتا جب تک حکمِ الٰہی کا نزول نہ ہو۔ کائنات کے فیصلے کیسے کرے گا، اپنی مرضی سے وہ تو بات نہیں کرسکتا۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّۃٍ (نجم ۵)

(اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش، یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا اس کو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے نے، زور آور نے۔)

خدشہ نہیں۔ اللہ نے فرمایا میں قوی الامین ہوں۔ جو پیام لے کر آیا وہ متین وقوی وامین ہے۔ روح امین ہے۔ اور جس کی طرف بھیجا: فَھُوَ اَمِیْنُ قَوِیٌّ

دیکھیں کیسی کیسی قیدیں لگائی ہیں۔ کیسی شرطیں، پابندیاں، دائیں بائیں کے اثرات، شرور، وفتن، خطرات، اور تمام خباثتوں، دنائتوں۔ اور نجاستوں سے بچا بچا کے قلبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ وارد کرتا ہے۔ اللہ خود ملاوٹ سے پاک، اس کا کلام ملاوٹ سے پاک، اور جو لانے والا ہے ملاوٹ کرنے کی اس میں ہمت ہی نہیں۔ اور جس کے دل پہ وارد ہو رہا ہے۔ اس کو اللہ نے ازل سے پاک رکھا ہے...... یہ ہے اللہ کا کلام اور یوں ملتا ہے۔ صاحبِ ولایت کو۔ اور صاحبِ ولایت خاصہ کو۔ ولایت خاصہ کمائی سے نہیں ملتی۔ پبلک کے ووٹ سے نہیں ملتی جیسے کافرانہ جمہوری نظام کا اصول ہے کہ (گورنمنٹ آف دی پیپل بائی دی پیپل، فار دی پیپل) یہ ولایت پیپل اور بوہڑ سے نہیں ملتی۔ اور نہ شیشموں اور کیکروں سے ملتی ہے۔ صاحب! بے رہورانِ کوئے ملامت، اودنی الطبع، کج ہمت وزلیغ باطن وزلیغ ظاہر کے پیکر خسیس، اخس وارذل!......نہیں ملتی یہ دولت کمانے سے۔ رت جگوں سے نہیں ملتی۔ فصاحت وبلاغت سے نہیں ملتی یہ اس کا اجتباء ہے۔ ولایت خاصہ مہتر کے بیٹے کو بھی مل سکتی ہے۔ سید زادے کو بھی مل سکتی ہے۔ سکھ کا بیٹا مسلمان ہو اتباع رسالت میں کمال حاصل کرے وہ بھی ولی عام ہوسکتا ہے۔

اتباعِ رسول کی شرط کیا ہے؟

کیا شرط لگائی ہے اللہ تعالیٰ نے۔ اسلامی ٹرمینالوجی میں خاص اصطلاح کیا ہے؟ جس کی بنیاد پر کسی کو ولی کہا جاسکتا ہے......وہ ہے، متقی۔ مولوی کی بات مت مانو مگر اللہ کے بندو تمھارے لیے جو قرآن نازل کیا گیا ہے اس کو تو مانو جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس برس کاوش کی۔ فرمایا: اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ. (الانفال ۳۴)

کہ اس کے ولی متقیوں کے سوا ہو نہیں سکتے۔ یہاں جو اصل برادری ازل سے ہمارے مقدر میں لکھی ہوئی ہے۔ اس سے بھی تو بات کرلیں نا! کیا......؟ یہاں سے یوں چٹکی اٹھائی مٹی کی۔ ہاتھ میں رکھی: جپر رائٹ: منڈا تیار۔ یہ ولی نہیں یہ شعبدہ باز ہے۔ ہاں کوئی دکھیارا۔ ستم رسیدہ، تھکا ہارا، چاروں جانب سے جس کو مار پڑی ہو۔ پٹ پٹا کے کسی اللہ کے بندے کی گود میں آجائے اور اللہ کو رحم آجائے۔ وہ ہاتھ اٹھادے اور اللہ قبول کرلے۔ اور اس کی کایا پلٹ دے یہ تو ہوسکتا ہے مگر بس میں نہیں ہے۔ بس میں کہنا، ماننا یہ تقویٰ کے خلاف ہے اور یہ حرام ہے۔ بس میں کسی کے کچھ نہیں ہے۔ بس میں تو نبی کے یہ نہیں کہ لفظ بدل دے۔ مالی

اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ (یونس: ۱۵)

(مجھ کو اختیار نہیں کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو اسی کے حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔)

رسول الثقلین، امام المشرقین والمغربین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعلمین، سیدالاوّلین والاخرین، قائدالغرالمحجلین صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتے ہیں۔کہ'' مالی میرا کیا حق ہے۔

اِنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِیْ کہ میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی پیدا کروں؟......اور کسی کو کیا اختیار ہوگا......؟

شان اور اختیار میں فرق:

لوگوں نے شان اور اختیار میں فرق نہیں کیا۔اختیار اس کے قبضے میں ہے، شان وہ بانٹتا ہے......نبوت اسے دیدی، رسالت اسے دے دی۔امامت اسے دے دی۔اوران کا جو تابع فرماں ہوگا۔تقویٰ اختیار کرے گا ولایت اسے دے دی...... اور تقویٰ کیا ہے؟ حرام سے بچنا جو حرام سے نہیں بچتا وہ متقی نہیں ہے۔ چاہے ہوا میں اڑتا ہو۔اور یہ کہتا ہو کہ میں پھونک مارتا ہوں تری بہو کے پیٹ پر، اگر پیدا ہونیوالے بچہ کے پیٹ پر میرے ہاتھ کا نشان ہو تو سمجھ لینا کہ میں نے دیا ہے...... یہ شخص جھوٹا خبیث ہے۔لو! سارے زندے مردے اکٹھے ہو جاؤ، مجھے بیٹا دیدو، نہیں تو لڑکی ہی دیدو، میں بے اولاد ہوں۔

دے سکتا ہے تو آ میرے سامنے میں دیکھوں تو کونسا پھنیر سانپ ہے۔شرم نہیں آتی تم لوگوں کو۔گوشت پوست کا انسان، سات سیر پاخانہ پیٹ میں اٹھائے پھرتے ہو۔پاخانہ کر کے استنجانہ کرو تو تم ناقابلِ قبول، قابل نفرت، بدبودار، اور سنڈاس انسان ہو۔ایسا دعویٰ کرنا حرام ہے۔ہاں! یہ کہے کہ بھائی میں اللہ سے بھیک مانگتا ہوں اس کی بارگاہ میں ماتھا بچھاتا ہوں۔ناک رگڑتا ہوں مجھ غریب ونادار کی سن لے اور کرم کردے تو اس کے اختیار میں ہے۔دعاء کرتا ہوں...... یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَ نَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (الانبیآء:۸۸)

(اور ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اوران کو غم سے نجات بخشی اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔)

ہم نے سب کی پکار سنی، ان کا گریہ، ان کی زاری، ان کی آہ وبکا، ان کا نالہ وشیون ان کی فریاد، ہم نے سنی اور ہم نے قبول کی۔اور ہم نے نجات دیدی۔ایک نبی بتاؤ جس کا کرب اللہ نے دور نہ کیا ہو۔سیدالانبیاء والرسلین، آپ کی دعا ذرا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَائُکَ

(حصن حصین، امام محمد الجزری، ص۲۷۰)

(اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔میری پشیمانی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے، تیرا فیصلہ جو میرے بارے میں ہے نافذ ہے، تیری قضا میرے بارے میں سراپا عدل ہے۔)

اے اللہ میں تیرا بندہ، میں تیرے بندے کا بیٹا، تیری بندی کا بیٹا......کیا کسر چھوڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں؟ نہیں سمجھ میں آتا تمھیں انسان ہونا؟ کون ہے جس کے بس میں کچھ ہے۔صرف ایک اللہ ہے جس کے بس میں سب کچھ ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمائی کیا ہے؟ غزوہ بدر کو سامنے رکھو، سرورِکونین کی عظمتوں کا سورج طلوع ہو رہا ہے۔آپ کے مقام ومنصب کو ملاحظہ فرمائیے۔نبی سجدے میں گر پڑتے ہیں۔وَیَبْکِی کَثِیْرًا

سجدے میں گر کے روتے ہیں۔اور وہ مٹی تر ہو جاتی ہے۔ہمارے وجود......نہیں پوری کائنات سے زیادہ معزز آنسو......خشک صحرا سیراب ہو جاتا ہے اور ہچکی بندھ جاتی ہے۔ایسا کیوں؟ یہ پکار کیوں؟ درخواست کیوں؟ التماس کیوں؟ گزارشات کیوں؟

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ اِنَّکَ لَنْ تَعْبُدْ اَبَدًا (سیرت المصطفیٰ، جلد دوم، ص۸۱)

(اے اللہ یہ جو پونجی ہے یہ جو میری کمائی ہے اگر آج کے دن یہ ہلاک ہوگئی تو اے اللہ قیامت تک آپ کی عبادت نہیں ہوسکے گی۔)

اِنَّکَ لَنْ تَعْبُدَ اَبَداً

اپنی پونجی بھی پیش کی اور ایک قسم کا چیلنج بھی کر دیا کہ مجھے کہا تھا کہ کمائی کرو میں نے کی۔ اب تیرے حوالے ہے میری کمائی، یہ عصا بہ حاضر ہے۔ یہ چھوٹی سی جماعت، یہ چھوٹا سا گروہ، میری یہ تیرہ چودہ برس کی کمائی......میں اپنی پونجی لے کے تیری بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اب سنبھال اسے۔ پھر سنبھالا اس نے۔ اس کا جو وعدہ ہے کہ یوں کوشش کر کے آؤ تو میں سنبھالا کرتا ہوں۔ اور آج بھی آپ کے اور ہمارے ذمے یہی ہے نتائج ہمارے ذمہ نہیں ہیں جناب! بات کر دوں نا......رہا تو جاتا نہیں۔ راستہ چلتا ہوا آدمی......راستے سے کانٹے، گوبر، کیلے کے چھلکے اور فنا کے گوکھرو، خارِ مغیل، پریشان کرنے والی رکاوٹیں۔ مسافروں کے حالات کو دگرگوں کرنے والی ان کا ہٹانا اچھے مسافروں کا کام ہے۔ ولایت عامہ ملتی ہے آپ میں سے ہر شخص لے سکتا ہے ہر شخص ولی اللہ بن سکتا ہے۔ نبی اللہ نہیں بن سکتا بنئے محنت کیجئے کیسے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئیس برس کی حیات طیبہ کو علماء بیان کرتے کرتے تھک گئے۔ ہر حلقے کے عالم نے آپ کو سیرت طیبہ سے آشنائی کرائی، تعارف کرایا سمجھایا مدارس عربیہ کے طلباء کرام احادیث مکرمہ مقدسہ پڑھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بھوک برداشت کی۔ آج کل کی بولی میں اپنے مفادات کو کتنی مرتبہ قربان کیا۔ دنیا کی محبت کو دین کی محبت پہ کیسے قربان کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (التوبہ:۳۸)

اللہ کے راستے میں نکلو۔ ذاتی مفادات قربان کرو۔ جس طریق زندگی میں اللہ کی راہ میں نکلنا نہیں وہ دین نہیں۔ اپنا مال، اپنا وقت، اپنے مفادات قربان کیجئے۔ شہداء ختم نبوت کانفرنس ہر سال ہوتی ہے ہم تو اس کو دینی عمل سمجھتے ہیں۔ ہمارے اس عمل کو اگر کوئی سیاست سمجھتا ہے تو یہ غلط ہے۔ اور آج کل کی سیاست کا نام ہے، ڈاج پالیٹکس، (DODGE POLITICS) ڈاج دو ایک کو، دو کو، بائیس کو، لاکھ کو، کروڑ کو، آگے نکل جاؤ۔ دین یہ کہتا ہے کہ خود کو پیچھے رکھو سب کو آگے بڑھاؤ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آگے چلاؤ۔ کارواں بناؤ۔ فوج در فوج، جوق در جوق مسلمان اللہ کے دین میں شامل ہوں۔ اعمال، اخلاق، معاملات، اعتقادات، عبادات، ایک ایک گوشے میں اسلام مانگتا ہے اللہ تو!

اور جنابِ والا جو اصل بات ہے مثلاً میری دکان ہے......کہا جی اچھا......آج کا اجلاس ختم ہو لے کل جمعہ ہے ویسے بھی چھٹی ہے میں شام چار بجے دکان چھوڑ کے نکلوں گا۔ اگر یہ دین ہے......وہ بھی دین ہے اس میں کوئی شک نہیں ماں باپ کی خدمت کرنا، دین ہے۔ بچوں کا پیٹ پالنا بھی دین ہے گھریلو تقاضے پورے کرنا یہ سب دین ہے لیکن اس میں دنیا کب شامل ہو جاتی ہے؟ جب دین قربان ہونے لگتا ہے۔ اذان ہوئی۔ مسجد میں نہیں گئے دین قربان ہو گیا کہ نہیں؟ زمیندار ہے، ہل چلا رہا ہے۔ ساتھ کے ہمسائے کا گنا توڑ لیا پانی کی باری آئی پانی چوری کر لیا۔ گھاس چوری کر لی۔ کماد کے بیس پچیس گنے توڑ لیے۔ یہ سب حرام کی شمولیت ہے۔ آپ لوگ ماڈرن ایجوکیشن حاصل کرتے ہو دین نہیں پڑھتے۔ ابا جان مر جائیں تو جنازے کی دعا نہیں آتی۔ حرام ہے وہ تمہارا ایجوکیشن کا سسٹم۔

تعلیم و تبلیغ پر اجر:

مولوی منبر پہ بیٹھ کے کلمہ حق نہیں بتاتا سارا وعظ حرام گیا۔ اور اس کے پیسے طے کر لیئے۔ پانچ سو روپیہ، ہزار روپیہ، دس ہزار روپیہ، حرام ہے۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ اللہ کے دین پر کبھی کسی نے اجر نہیں لیا۔ ایک ہے تعلیم، اور ایک ہے تبلیغ، تعلیم پر اجر بالاتفاق حلال ہے اور تبلیغ پر اجر بالاتفاق حرام ہے۔ اگر یہ حلال ہوتا تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال ہوتا ہے۔ جن کے پاؤں کی ٹھوکر میں کونین کی عظمت موجود ہے۔ نہیں ابھی بھی میں نے کم بات کہی ہے۔ جن کے مرکب گھوڑا، خچر،

اونٹنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس چیز پر سواری کی ہے اس کے سموں اور جوتوں میں کونین کی عظمت ہے۔ یہ چیز حلال ہوتی تو اس کے لیے جس کے باپ ہونے میں کوئی شک بھی نہ کر سکے میرے متعلق کوئی یہ کب گمان کرے گا کہ یہ سب کو بیٹی سمجھتا ہے میرے متعلق اگر کوئی یہ گمان کریگا تو پانچ فیصد!...... پچانوے فیصد کہے گا کہ یہ بدمعاش ہے جھوٹا اور کذاب ہے۔ حسن پرست ہے نظر باز ہے، مکار ہے، فریبی ہے، دھوکے باز ہے۔ یہ سب حرام ہے کیسے ولایت عامہ ملے گی۔ ولایت کس کو ملے گی۔ کہاں ہے مجھے بھی ڈھونڈ کے دکھاؤ۔ میں بھی اس کی تلاش میں پھرتا ہوں۔ مجھے ستائیس برس ہوگئے مارا مارا پھر رہا ہوں انسانیت کے اس بے آب وگیاہ اور لق ودق صحرا میں کہ مجھے بھی ولایت عامہ دستیاب ہو۔۔۔۔ ملتی ہی نہیں۔ ہاں! گورکھ دھندہ ہے جھوٹ کا، فریب کا، مکر ودغا، کاالبتہ فنکار ہیں۔ غلام احمد بھی فنکار تھا۔ ہاں ہاں میں مزاق نہیں کرتا۔ میں نے پڑھا ہے کہ اس ظالم کے پاس بیٹھنے سے دل پر اثر ہوتا تھا۔ یہ تسخیر کا عمل ہوتا ہے۔ یہ فن ہے اسکا نام کرامت نہیں۔ اور نہ ہی ولایت وتقویٰ ہے۔ مرزائیوں کے پاس یہ کمال موجود ہے۔ مجھے میرے دوست نے بتایا کہ وہ جو بڑا خبیث تھا نا...... کیا نام ہے اس کا؟...... بشیر الدین محمود

الا　اے　قادیانی　طفل　مردود
کہ　خوانندت　بشیر　الدین　محمود
پسر　اکذب　پدر　فرزانہ　کذاب

اس کے پاس بھی یہ آرٹ موجود تھا اس کے ساتھ آدمی آنکھ ملاتا تو اثر ہوتا تھا۔ مگر مومن کا اصل کمال ہے'' اِتقا'' تقویٰ'' تقویٰ'' حرام سے بچنا، حرام سے بچنا، حرام سے بچنا، اور حرام ہزاروں شکلوں میں اپنے ہیولے، کیفیتیں تبدیل کر کے آتا ہے، بڑی خوبصورتی کے ساتھ، بڑی آہستگی کے ساتھ، روشنی بن کر، حسن وجمال بن کر، رعنائی لے کر، مفادات لے کر اور نجانے کیا کیا کمالات کے خواب دکھا کے آتا ہے۔ فریب راہوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ صورتِ اعتبار بن کر۔

کچھ لوگ وفاؤں کا لہو چہرے پہ مل کے
بیٹھے ہیں سر راہ گزر شہر میں تیرے

اور اگر اس قسم کی ولایت کو ماننا ہے تو پھر یہ ان سب کے پاس ہے۔

(جاری ہے)

ضروری اطلاع

ملک میں آئے روز بڑھتی ہوئی ہوش رُبا مہنگائی نے جہاں دوسرے شعبہ ہائے زندگی کو متاثر کیا ہے، وہاں طباعت کا کام بھی خاصا متاثر ہوا ہے۔ کاغذ اور چھپائی کے نرخوں میں بے تحاشا اضافہ سے خصوصاً مجلاّتی صحافت شدید مشکلات کا شکار ہے۔

ادارہ نے بادلِ نخواستہ اس مجبوری کے پیش نظر موجودہ شمارہ سے ''نقیب ختم نبوت'' کی قیمت فی شمارہ -/20 روپے اور سالانہ زرِ تعاون -/200 روپے کر دی ہے۔ امید ہے قارئین قیمت کے اس اضافے کو قبول کرتے ہوئے ادارے سے تعاون جاری رکھیں گے۔ (ادارہ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر عبدالمعید

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان، معاصر عزیز ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی میں ذیل کا تحقیقی وتاریخی مضمون شائع ہوا، جسے قندِ مکرر کے طور پر افادۂ عام کے لیے ہفت روزہ "ختم نبوت" کے شکریے کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

بیعت عقبہ، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے آپ ہی کے مکان میں قیام پذیر ہوئے ہیں۔ ابتداً نیچے کی منزل میں آپ نے قیام کیا تھا اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر رہتے تھے، ایک دن کسی طرح اوپر پانی گر گیا تو ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے اوڑھنے والے کپڑوں میں جذب کیا کہ کہیں نیچے نہ ٹپکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اچھا نہیں لگتا کہ ہم اوپر رہیں، آپ اوپر تشریف لے چلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوگئے اور اپنا سامان اوپر منتقل کرا لیا۔ (اعیان الحجاج)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسطنطنیہ فتح کرنے کے لیے جو لشکر روانہ کیا تھا، اس میں آپ بھی تھے۔ اس غزوہ میں عبداللہ ابن عباسؓ، عبداللہ ابن عمرؓ اور حضرت حسینؓ کے علاوہ بھی صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت شریکِ جہاد تھی۔

قسطنطنیہ بیک وقت بازنطینی سلطنت اور عیسائی مذہب دونوں کا اہم ترین مرکز تھا اور اس کی یہی اہمیت تھی جس کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر پر جہاد کرنے والوں کو مغفرت کی بشارت دی تھی۔ بخاری شریف میں روایت ہے:

حضرت انسؓ کی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی رشتہ دار تھیں۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرامؓ نے تبسم کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "خواب میں مجھے اپنی امت کے لوگ دکھائے گئے جو جہاد کے لیے سمندر کی موجوں پر اس طرح سفر کریں گے جیسے تخت پر بادشاہ بیٹھے ہوں۔" (بخاری)

ام حرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمادیجیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی اور دوبارہ محوِ خواب ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرامؓ نے دوبارہ وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

> "میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر (روم) کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا، اس کی مغفرت ہوگی۔" (بخاری)

پہلا بحری جہاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں قبرص پر ہوا تھا۔ اس کے بعد جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اپنے بیٹے یزید کی قیادت میں قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کیا، جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرت کی بشارت دی تھی۔

اس غزوہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شرکت اور یزید کے امیر لشکر ہونے کا تذکرہ صحیح بخاری میں بھی ہے:

''راوی محمود کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ایک مجمع میں بیان کی، جس میں صحابی رسول ابوایوب انصاریؓ بھی تھے اور یہ اس مہم اور غزوہ کا ذکر ہے جس میں ابوایوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور یزید بن معاویہؓ اس مجمع اور لشکر کے امیر تھے اور سرزمین روم (مدینہ، قیصر، قسطنطنیہ) پر حملہ کیا جانے والا تھا۔'' (بخاری)

مشہور عالم ربانی مولانا محمد تقی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ''اصابہ'' کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

''قسطنطنیہ میں جب محاصرہ طویل ہوا تو آپ (حضرت ابوایوب انصاریؓ) بیمار ہوگئے، یزید آپ کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا کہ کوئی خدمت بتایئے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے جواب دیا کہ بس میری ایک خواہش ہے اور وہ یہ کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میری لاش کو گھوڑے پر رکھ کر دشمن کی سرزمین میں جتنی دور تک لے جانا ممکن ہو لے جانا اور وہاں جا کر دفن کرنا، اس کے بعد وفات ہوگئی تو یزید نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب آپ کو دفن کیا۔'' (الاصابہ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

''ابوایوب انصاریؓ، یزید بن معاویہؓ کے لشکر میں شامل تھے، اسی (یزید) کو انھوں نے وصیت کی اور اسی (یزید) نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔''

مزید لکھتے ہیں:

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یزید بن معاویہؓ اس فوج کے سردار تھے جس میں شامل ہوکر ابوایوب انصاریؓ نے جہاد کیا تھا، ان کے مرنے کے وقت (یزید) ان کے پاس گئے۔ سو انھوں نے ان سے (یزید) سے فرمایا کہ میں جب مرجاؤں تو میرا اسلام لوگوں کو پہنچا دینا اور ان کو یہ بتا دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مرجائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت نصیب کریں گے اور میرا جنازہ سرزمین روم میں جہاں تک لے جاسکو، لے جا کر دفن کردینا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ جب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو یزید نے لوگوں سے آپ کی وصیت کا ذکر فرمایا، لوگوں نے اسے قبول کیا اور ان کے جنازہ کو لے گئے۔'' (البدایہ والنہایہ)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب آپ کو غازیانِ اسلام قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے دفن کررہے تھے، اس وقت قیصر نے اس منظر کو دیکھ کر امیر لشکر یزید کے پاس قاصد بھیجا اور حال معلوم کرنا چاہا:

''(قیصر روم) نے یزید کے پاس (پیغام) بھیجا کہ یہ کیا کررہے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں؟ یزید نے جواب دیا: یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کا جنازہ ہے۔ انھوں نے تمہارے ملک میں (جہاد کرنے کی) خواہش کی تھی (وہ وفات پاگئے) اب ہم ان کی وصیت کی تکمیل کررہے ہیں۔ اگر تم مانع ہوئے تو ہم ضرور دفن کریں گے، یا اپنی جانوں کو اللہ کے حوالہ کردیں گے۔'' (العقد الفرید)

اس پر قیصر نے کہا:

''جب تم یہاں سے لوٹ جاؤ گے تو نعش کو نکال کر ہم کتوں کو دے دیں گے۔''

قیصر کے یہ گستاخانہ جملے سن کر امیر لشکر یزید نے رومیوں پر سخت حملہ کیا۔ ابوالفرج اصفہانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''پھر یزید فوج کو ادھر پھیر کر (رومیوں پر) حملہ کرنے کو لے گئے، یہاں تک کہ رومیوں کو منہدم کر دیا اور شہر کے اندر محصور کر دیا اور قسطنطنیہ کے دروازے پر لوہے کی گرز سے جوان کے ہاتھوں میں تھا ضربیں لگائیں کہ (جگہ جگہ سے) پھٹ گیا۔'' (اغانی جلد اوّل، ص:۳۳)

پھر یزید نے قیصر سے کہا:

''اگر مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کی (ابوایوب انصاریؓ) کی قبر کو توڑا پھوڑا گیا یا مثلہ کیا گیا تو میں ایک نصرانی کو بھی جو عرب کی سرزمین میں موجود ہوگا زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ کسی گرجا کو بغیر منہدم کیے رہنے دوں گا۔'' (العقد الفرید)

یزید بن معاویہؓ کے اس دھمکی آمیز کلمات سے قیصر خوفزدہ ہوگیا اور روایت میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قسم کھا کر اس نے یقین دلا دیا کہ قبر کی بے حرمتی نہ کی جائے بلکہ اس کی حفاظت ہوگی۔ پھر تو اس کی دھمکی کے نتیجہ میں اپنے دین کے مطابق حلف لے لیا کہ وہ ان کی قبر کا اکرام اور دیکھ ریکھ کریں گے، اس کے بعد قیصر نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنوا دیا۔ (الروض الالف)

''اس نے (یعنی قیصر نے) ان کی (یعنی ابوایوب انصاریؓ کی) قبر پر قبہ بنوا دیا، جہاں آج تک چراغ روشن ہوتا ہے۔'' (العقد الفرید)

محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''عیسائی قحط کے وقت آپ کے مزار کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اس کی برکت سے بارش ہوجاتی تھی، آج بھی آپ کا مزار معروف ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔'' (اعیان الحجاج، حصہ اوّل، ص ۵۶)

یہ مقدس صحابی جنھیں اللہ تعالیٰ نے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف بخشا تھا، اپنے وطن سے ہزاروں میل دور اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام لیے ہوئے، اس دیارِ غربت میں راہی آخرت ہوئے اور زندگی کے آخری لمحوں میں بھی خواہش تھی تو یہ کہ اس کلمہ کو لیے ہوئے دشمن کی سرزمین میں جتنی دور تک جاسکوں، چلا جاؤں۔ دیکھا جائے تو قسطنطنیہ کے اصل فاتح آپؓ ہی ہیں۔ آپؓ ہی کے ذریعہ اس سرزمین پر پہلی بار اسلام کا کلمہ پہنچا اور آپؓ ہی کے وسیلے سے اس خاک کو ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی۔ ۱۶ تا ۲۲ رفروری ۲۰۰۸ء، جلد ۲۷، شمارہ ۷)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
27 مارچ 2008ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

جعفر بلوچ

جو کوئی طیبہ کو جا رہا ہے ، جو کوئی طیبہ سے آ رہا ہے
حکایت جذب و شوق خاص اپنے رنگ میں وہ سنا رہا ہے

جواب اُن کے ہیں آیتوں اور شاہِ دیں کی روایتوں میں
نئے تناظر میں نت نئے جو سوال انساں اٹھا رہا ہے

مرے نبی کے نظامِ شمسی سے نور ہے مستعار اس کا
جمالِ سیرت کا جو ستارہ جہاں کہیں جگمگا رہا ہے

بڑھیں گے ایمان کے اُجالے، بڑھیں گے قرآن کے اُجالے
فلک یہی دیکھتا رہے گا ، فلک یہی دیکھتا رہا ہے

اسی کی کرتے ہیں ہم عبادت، اسی سے کرتے ہیں استعانت
معین و معبود جو ہمارے رسولِ مقبول کا رہا ہے

ہم امت خاتم الرسل ہیں ، حریفِ پیچ و خمِ سبل ہیں
وہ خود ہی مٹ جائے گا بالآخر جو آج ہم کو مٹا رہا ہے

تو نعت تو کہہ رہا ہے جعفر ، نماز ہے ایک نعت برتر
اُٹھ اور پہلے نماز پڑھ لے ، نماز کا وقت جا رہا ہے

رنگِ سخن

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

ملی جن کے ووٹوں سے شانِ سکندر
اُنھیں کو نہ آنے دیا تم نے اندر
کسی کی کوئی بات سنتا نہیں ہے
جو ڈیرے پہ بیٹھا ہے تیرے مچھندر
کیا ایک وعدہ بھی پورا نہ تُو نے
بنی کوئی مسجد نہ ڈھایا ہے مندر
کہا تھا تیرا کام مارچ میں ہو گا
مگر دیکھ لو ! آ گیا اب دسمبر
مرا ایک ایکڑ بھی تشنہ لباں ہے
تصرف میں تیرے ہیں ساتوں سمندر
وہ کیا امن کا ہم کو پیغام دیں گے
اُٹھائے جو پھرتے ہیں ہاتھوں میں خنجر
ابھی سے کوئی سیم کا سوچ دارو
یہ باقی زمیں بھی نہ ہو جائے بنجر
ذرا نفسا نفسی کا عالم تو دیکھو
نہیں حشر سے کم الیکشن کا منظر
میرا ووٹ اُن کے برابر تلے گا
نچاتے جو پھرتے ہیں گلیوں میں بندر
سفارش نہ رشوت نہ انصاف تائبؔ
تیرا لسٹ میں کیسے آئے گا نمبر

تعبیرِ ناتمام

پروفیسر خالد شبیر احمد

تکرار و بحث ایک ہی ہے ، اب تو صبح و شام
کشکول ہاتھ میں رہے یا تیغِ بے نیام

کاوش کے باوجود بھی افسوس رہ گئی
تعبیر تیرے خواب کی اقبال ناتمام

گہنا گیا ہے چہرۂ صدق و یقین تک
تنقید سچ پہ عام ہے اور جھوٹ کو سلام

ماضی میں جتنے لوگ تھے ، جاہل وہ ان دنوں
لیڈر بنے ہیں قوم کے ، اور دین کے امام

روشن خیال بیٹی ہے ٹی وی پہ محوِ رقص
دیکھیں یہ اشتیاق سے جسے نگہ خاص و عام

ہر سمت دھند پھیلی ہے خوف و ہراس کی
بے نور ، نورِ صبح ہے بے رنگ' رنگِ شام

کچھ لوگ زور و زر سے حکومت پہ چھا گئے
لیکن عوام ہیں کہ جو ہیں آج بھی غلام

اس سانحے پہ کیا پڑھوں لاحول کے سوا
مولانا مقتدی ہوئے زہرہ جبیں امام

صرفِ نظر ہے کیوں یہاں دینِ مبین سے
مسلم تمہاری زد میں اس دین کا نظام

سازش ہے ایک یہ بھی تو اسلام کے خلاف
ملت سے قوم' قوم سے ہم بن گئے عوام

کتنا بڑا ہے معرکہ اک بے ضمیر کا
جس کے طفیل ہو گئے بدنام' نیک نام

سب لوگ اشکبار ہیں آلامِ وقت سے
قہر خدا میں غرق ہیں بازار' صحن و بام

حق آشنا بھی آج تو بے راہ ہو گئے
رہزن کی رہبری سے ملا ہم کو یہ مقام

انگریز کے غلام ہی قائد ہوئے یہاں
جن کی وجہ سے جاتا رہا اپنا ننگ و نام

عصمت دری ہو ، رہزنی ، رشوت کہ کشت وخون
سب کچھ لگے گا حاکم دوراں تیرے ہی نام

نوکِ قلم پہ آ گئیں خالدؔ صداقتیں
مبنی ہیں ساری حق پہ اس میں نہیں کلام

عدلیہ کی بحالی کے ساتھ اسلام کی بالادستی بھی ضروری ہے

مولانا زاہدالراشدی

پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا عبدالحق خان بشیر نے (جو میرے چھوٹے بھائی اور گجرات کے محلّہ حیات النبی میں جامع مسجد امام ابوحنیفہ کے خطیب ہیں) ۷رفروری جمعرات کو مسجد امن باغبانپورہ لاہور میں شریعت کونسل کے صوبائی سیکرٹری جنرل مولانا قاری جمیل الرحمٰن کی رہائش گاہ پر مختلف دینی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کی ایک غیر رسمی مشاورت کا اہتمام کیا۔ ایجنڈا دو نکات پر مشتمل تھا۔ ایک یہ کہ عدلیہ کی بحالی اور دستور کی بالادستی کے لیے جو تحریک وکلاء کے فورم سے چل رہی ہے، اس میں دینی حلقوں کا کردار کیا ہونا چاہیے اور دوسرا یہ کہ مختلف مکاتبِ فکر کے ۳۰ سرکردہ علمائے کرام نے ملک کی موجودہ صورت حال کے حوالے سے جو متفقہ اعلامیہ جاری کیا ہے، اسے زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کیا صورت اختیار کی جانی چاہیے؟...... وکلاء کی تحریک کے بارے میں کم وبیش انھی جذبات کا اظہار کیا گیا، جن کا اظہار ہم اس کالم میں ایک سے زائد مرتبہ کر چکے ہیں کہ:

☆ عدلیہ کی بحالی، دستور کی بالادستی اور پی سی او کے تحت معزول کیے جانے والے جج صاحبان کی ان کے دستوری مناصب پر واپسی کا موقف درست ہے اور اس کے لیے چلائی جانے والی تحریک پوری قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہے اور ملک کے تمام طبقات کو اس تحریک کی پُر زور حمایت کرنی چاہیے۔

☆ دینی جماعتوں کا رویہ اس سلسلے میں حوصلہ افزا نہیں اور وہ اس میں بہت تاخیر سے کام لے رہی ہیں۔ انھیں وکلاء کی اس اصولی تحریک کے ساتھ یک جہتی اختیار کرنے کے لیے عملی پیش رفت کرنی چاہیے۔

☆ تحریک میں ''سول سوسائٹی'' کے مبہم عنوان کے ساتھ جو این جی اوز آگے بڑھ رہی ہیں، ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ ان این جی اوز کا ایجنڈا پاکستان کو سیکولر ریاست بنانا ہے اور اس رخ پر این جی اوز کی اب تک سرگرمیاں مبہم نہیں ہیں۔

☆ چونکہ پاکستان اور اس کے دستورِ نو کی بنیاد اسلام اور جمہوریت پر ہے اور اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس ریاست کا یہی دینی تشخص عالمی استعمار کی نظروں میں کھٹکتا ہے۔ اس لیے جمہوری اقدار کی سربلندی اور آزادانہ جمہوری عمل کی بحالی کے ساتھ ساتھ اسلام کے ساتھ ملک وقوم کی کمٹمنٹ کا اظہار بھی ضروری ہے۔ لہٰذا وکلاء تحریک کی قیادت کو توجہ دینی چاہیے کہ وہ اس اہم پہلو کو نظر انداز نہ کرے اور محمد علی جناح کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آج کی قانون دان قیادت بھی اس موَقف کا دوٹوک اظہار کرے کہ ان کی تحریک جمہوری عمل کی بحالی اور جمہوری اقدار کی سربلندی کے ساتھ ساتھ اسلام کی بالادستی کے لیے بھی ہے اور وہ دستور پاکستان کی ان دونوں بنیادوں پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔

☆ جس طرح بجا طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ سپریم کورٹ کے وہ فیصلے، جن میں نظریۂ ضرورت کو تحفظ دیا جا رہا ہے، وہ دباؤ

کا نتیجہ تھے اور عدالتِ عظمیٰ کو اس قسم کے دباؤ سے آزاد کرانے کے لیے عدلیہ کی بحالی کی تحریک چلائی جا رہی ہے۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ عدالتِ عظمیٰ کے وہ فیصلے جن کے تحت قراردادِ مقاصد کی بالاتر حیثیت سے انکار کیا گیا ہے۔ سودی قوانین کے خاتمے کے عدالتی فیصلے کو معطل کیا گیا ہے اور صوبہ سرحد میں حسبہ ایکٹ کا راستہ روک دیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کے ماحول کی پیداوار ہیں۔ اس لیے جس طرح نظریۂ ضرورت کو ہمیشہ کے لیے دفن کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح اسلام کی بالادستی کی دستوری ضمانت سے گریز کے طرزِ عمل سے بچنا بھی ضروری ہے، کیوں کہ ملک کی گاڑی اسی صورت میں اسلام اور جمہوریت کے دو متوازن پہیوں پر چل سکتی ہے۔

☆　اس سلسلے میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ وکلاء تحریک کی ہر سطح کی قیادت سے رابطے کیے جائیں گے تاکہ انھیں اس تحریک میں حمایت کی یقین دہانی کرانے کے ساتھ ساتھ اپنے تحفظات سے بھی آگاہ کیا جائے اور پاکستان شریعت کونسل پنجاب لاہور میں ایک سیمینار کا اہتمام کرے گی، جس میں مختلف دینی مکاتبِ فکر کے سرکردہ رہنماؤں کے ساتھ وکلاء تحریک کے سرکردہ زعماء کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ اس کے بارے میں طے ہوا ہے کہ ۱۸ فروری کے انتخابات کی صورت حال حتمی طور پر واضح ہوتے ہی سیمینار کی تاریخ اور جگہ کا تعین کیا جائے گا اور رابطوں کا آغاز کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

علمائے کرام کے متفقہ اعلامیے کے بارے میں شرکاء اجلاس نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ۳۰ سرکردہ علمائے کرام کا موقف بالکل درست ہے، لیکن بہت تاخیر سے ہے۔ اسے اس سے بہت پہلے منظر عام پر آ جانا چاہیے گا، تاہم پھر بھی غنیمت ہے کہ ان علماء کرام نے جو انتخابی سیاست میں فریق نہیں ہیں، خالصتاً علمی اور دینی حوالے سے اپنے اس موقف کا صراحت کے ساتھ اظہار کر کے پوری قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ نیز یہ کہ اگرچہ اس اعلامیہ میں کم و بیش ملکی صورت حال کے تمام اہم پہلوؤں کا احاطہ کر لیا گیا ہے، لیکن اس حوالے سے یہ تشنہ ہے کہ اس میں ملک کی صورت حال کو بگاڑنے کے لیے کام کرنے والے حلقوں، بالخصوص سیکولر این جی اوز اور قادیانیوں کے منفی کردار کا تذکرہ نہیں کیا گیا جو موجودہ حالات کے تناظر میں بہت ضروری ہے اور رائے عامہ کو اس سے آگاہ کرنا انتہائی ناگزیر ہے۔

اجلاس میں بتایا گیا کہ موجودہ سیاسی صورت حال کو نیا رنگ دینے اور مستقبل کے سیاسی نقشے میں رنگ بھرنے کے عمل میں اس وقت جو حلقہ پس پردہ سب سے زیادہ متحرک ہے، وہ قادیانی لابی ہے، جس کے بارے میں جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ایک موقع پر یہ کہا تھا کہ قادیانی ہمارے ملک میں وہی مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت ہونے کے باوجود ملکی پالیسیوں کے تعین اور انھیں چلانے میں یہودیوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ امریکہ میں حکومت خواہ ڈیموکریٹس کی ہو یا ری پبلکن کی اس کی پالیسیوں کا کنٹرول ہمیشہ یہودی لابی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ بھٹو مرحوم کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ غالباً اسی خدشے کو سامنے رکھتے ہوئے انھوں نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے مطالبے کو منظور کیا اور پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کا درجہ دیا تھا مگر قادیانی گروہ پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو قبول کرنے سے مسلسل انکاری ہے اور اسے تبدیل کرانے کے لیے عالمی طاقتوں سے پاکستان پر دباؤ ڈلوا رہا ہے۔

اجلاس میں بتایا گیا کہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر جو اس وقت پاکستان کے سیاسی مستقبل کا تانا بانا بننے والوں کے ماسٹر مائنڈ سمجھے جا رہے ہیں، قادیانی ہیں اور اس حقیقت کا اظہار ہمارے محترم اور معاصر کالم نگار جناب جاوید چودھری نے بھی ایک

حالیہ کالم میں کیا ہے۔ اس پر مجھے یاد آیا کہ یحییٰ خان کے دور میں جب مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش کے نام سے ملک سے الگ کرنے کے لیے عالمی سازشیں عروج پر تھیں، اس وقت حکومت پاکستان کے نفس ناطقہ کی حیثیت ایک نام ور قادیانی ایم ایم احمد کو حاصل تھی اور مشرقی پاکستان کے ایک محبّ وطن لیڈر مولوی فرید احمد مرحوم نے کھلے بندوں یہ الزام لگایا تھا کہ ایم ایم احمد کی قیادت میں قادیانی ٹولہ پاکستان کو تقسیم کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ اس وقت جو کچھ ہوا، سب کے سامنے ہے اور ایم ایم احمد کا کردار بھی کسی سے مخفی نہیں، اس لیے آج جب کہ پاکستان کے مستقبل کے بارے میں (خاکم بدہن) طرح طرح کی باتیں کہی جا رہی ہیں اور جنوبی ایشیا کے جغرافیائی نقشے میں تبدیلی کی منحوس پیش گوئی کا سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان کے سیاسی مستقبل کا تانا بانا بننے والوں میں ایک ریٹائرڈ قادیانی کی مبینہ سرگرمیاں کسی طرح بھی خطرے سے خالی نہیں، ان کا بروقت نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی سامنے آئی کہ پاکستان کے مختلف سیاسی رہنماؤں کو اس مقصد کے لیے تیار کیا جا رہا ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو ری اوپن کرانے اور اس کا از سر نو جائزہ لینے کی بات چلائیں تاکہ الیکشن کے بعد وجود میں آنے والی قومی اسمبلی میں اس کی تحریک کی جا سکے۔ اس سلسلے میں اس امر کو بھی سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ جب حدود آرڈیننس کا تیا پانچہ کیا گیا تو اس موقع پر امریکہ کی وزارت خارجہ کی طرف سے آن ریکارڈ یہ کہا گیا تھا کہ حکومتِ پاکستان پر حدود آرڈیننس کے ساتھ ساتھ توہین رسالت کی سزا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے قانون کو منسوخ کرنے کے لیے بھی دباؤ ڈال رکھا ہے۔ اس کے جواب میں حکمران مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین نے پیرس کی ایک اخباری کانفرنس میں فرمایا تھا کہ اس کے لیے اب آئندہ الیکشن کے بعد ہی پیش رفت ہو سکتی ہے۔ اس پس منظر میں ایک ریٹائرڈ فوجی افسر کی پس پردہ سرگرمیوں کو اگر ان کے قادیانی ہونے کے حوالے سے شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے اور اس سے خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے؟ تو یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے اور اس کا نوٹس لیا جانا چاہیے۔

اس کے ساتھ ہی یہ افسوسناک اطلاع بھی اجلاس کے دوران سامنے آئی کہ ہمارے ایک محترم سیاسی رہنما عمران خان نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مخالفت کر دی ہے اور کینیڈا سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ''پاکستان پوسٹ'' کی ۳۱ جنوری ۲۰۰۸ء کی اشاعت میں جناب عمران خان کے ایک تفصیلی انٹرویو کی مین سرخی یہ ہے کہ ''قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ غلط تھا......'' میں نے اس پر عرض کیا کہ میرا دل یہ نہیں مان رہا کہ عمران خان نے ایسا کہا ہوگا۔ بہر حال اس کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کروں گا اور انٹرویو کی تفصیلات سامنے آنے پر ہی اس کے بارے میں کچھ عرض کروں گا۔

بہر حال اجلاس میں ۳۰ علمائے کرام کے متفقہ اعلامیہ کے بارے میں اس پہلو سے تشنگی محسوس کیے جانے کے باوجود اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا گیا اور دو باتیں طے کی گئیں...... ایک یہ کہ اس اعلامیہ پر دستخطوں کا دائرہ وسیع کرنے کی کوشش کی جائے اور زیادہ سے زیادہ علماء کرام کے اس پر دستخط حاصل کیے جائیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جدوجہد کی جائے۔ یہ ہے رپورٹ چند دینی رہنماؤں کی ایک باہمی مشاورت کی نشست کی، جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ ملکی صورت حال کے بارے میں ملک کے دینی کارکن کس رخ پر سوچ رہے ہیں۔ اس نشست کے شرکاء میں مولانا عبدالرؤف فاروقی، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا میاں عبدالرحمٰن، مولانا محمد یوسف احرار، حافظ ذکاء الرحمٰن اختر اور مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

دوسری وآخری قسط

سرمایہ دارانہ جمہوری نظام میں شمولیت اور ووٹ کی شرعی حیثیت

مولانا محمد احمد حافظ

آج جب کوئی شخص شعور کی دنیا میں قدم رکھتا ہے اور چیزوں سوچنے اور ان کو پرکھنے لگتا ہے تو اس کے سامنے سوالات کا ایک ہجوم ہوتا ہے...... انہی سوالات میں سے کچھ سوال حیاتِ اجتماعی کے نظم و نسق، اخلاقی اقدار اور مابعد الطبیعات سے متعلق ہوتے ہیں۔

بحیثیت مسلمان اگر دیکھا جائے تو جس دین کے ہم پیروکار اور ماننے والے ہیں اس کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ دین کامل اور مکمل ہے اور یہی دین تا قیامِ قیامت باقی رہے گا، مگر جب ہم فکر وعقیدہ کی دنیا سے باہر قدم رکھ کر عملی سطح پر دیکھتے ہیں تو عقیدہ اور عمل میں گہرا تضاد نظر آتا ہے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخی طور پر تقریباً تیرہ سو سال تک مسلم دنیا میں خلافت قائم رہی، شریعت کا نفاذ رہا۔ لوگوں کے معاملات قرآن وسنت کے مطابق حل ہوتے رہے مگر یکایک ہم دیکھتے ہیں کہ منظر بدل گیا ہے اور ہم نے دین کو صرف فرد کی سطح تک محدود کر کے اجتماعی سطح پر ایک ایسے نظام کو قبول کر لیا ہے جو فی الواقع ہمارا اپنا نہیں بلکہ مغرب سے درآمد شدہ ہے۔ اس نظام کی اپنی کونیات، تعلیمات اور مابعد الطبیعات ہیں...... مجموعی طور پر ہم اس نظام کو جمہوریت سے تعبیر کرتے ہیں (جو کہ ڈیماکریسی کا اردو ترجمہ ہے) اس نظام کو ہم نے 1920ء سے گلے لگایا اور تمام تر قباحتوں کے باوجود اِسے اپنائے ہوئے ہیں...... ہمارے خیال میں گزشتہ ایک صدی (تقریباً) کے تجربات ہمارے لیے بہت سے بنیادی فیصلوں کے متقاضی ہیں مگر ہم پھر بھی اس نظام کو اپنانے پر مُصِر ہیں۔

سر دست جو اہم سوال ہے وہ یہ ہے کہ کیا جمہوریت ہی وہ واحد نظام ہے جو بنی نوع انسان کی فوز وفلاح کا ضامن ہے؟...... کیا یہ واحد اور آخری حق ہے جسے اپنائے رکھنے پر ہم مجبور ہیں؟...... کیا جمہوری نظام میں بار بار کی شمولیت، کئی مرتبہ کی شکستوں، تقسیم در تقسیم کا خمیازہ بھگتنے اور بھاری اکثریت کے ساتھ فتح کے باوجود منزل سے ہمکنار نہ ہوسکنے کے بعد بھی ہم اسے گلے لگائے رکھیں گے؟...... اس نظام میں شمولیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟...... کیا شریعت کو معطل کر کے ہم اس نظام کا حصہ بن سکتے ہیں؟...... کیا شریعت پر کافرانہ نظام کی بالادستی قبول کی جاسکتی ہے؟...... یہ وہ سوالات ہیں جو آج ہر اہل علم کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج وقت آ گیا ہے کہ ہم ۱۹۲۰ء کے بعد اپنائی گئی سیاسی حکمت عملی پر از سر نو غور کریں اور قرآن وسنت کی طرف مراجعت کے لیے اپنے آپ کو آمادہ وتیار کریں۔

گو کہ یہ مضمون بہت تفصیل طلب اور گہری تنقید کا متقاضی ہے مگر سر دست ہم چند بنیادی اُمور پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔ ہماری نظر میں جمہوری سسٹم کوئی غیر اقداری نظام نہیں۔ اس کی اپنی علمیات، کونیات اور مابعد الطبیعات ہیں۔ جمہوری نظام کا سرمایہ داری، انسانی حقوق، لبرل قوانین، لبرل عدلیہ اور انتظامیہ سے گہرا اور مربوط تعلق ہے۔ آیندہ سطور میں ہم اسی ربط وتعلق کو واضح کرنے اور اس پر اسلامی نکتہ نگاہ سے حکم لگانے کی طالب علمانہ کوشش کریں گے اگرچہ یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ **وفوق کل ذی علم علیم!!**

فرد، معاشرہ اور ریاست کا باہمی تعلق:

معاشرہ ہو یا ریاست اس کا وجود فرد کے گرد گھومتا ہے۔ فرد کو نفی کر دیں تو معاشرہ کوئی وجود نہیں رکھتا۔ اسی طرح محض ریاست کوئی حسّی چیز نہیں۔ انسانی دنیا کے تمام معاملات فرد کے گرد گھومتے ہیں، مثلاً صہیب ایک فرد ہے، اس کا جو تعلق عمر، طلحہ اور

عبدالرزاق کے ساتھ ہے وہ معاشرت ہے اور صہیب کا وہ تعلق جو حکمران کے ساتھ ہے ریاست کہلاتی ہے، یہ نہیں کہ فرد نہ ہو اور معاشرہ بھی قائم ہو اور ریاست بھی!...... چناں چہ فرد اگر صالح ہے، شریعت کا پابند اور دینی اقدار کا احترام کرتا ہے تو معاشرہ مذہبی ہوگا اور ریاست بھی مذہبی ہوگی۔ فرد اگر کسی مذہب کا پابند نہیں ہے بلکہ فری (FREE) یعنی ''آزاد'' ہے تو معاشرہ لبرل اور سیکولر ہوگا، اسی طرح ریاست بھی سیکولر ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی انفرادیت اور سرمایہ دارانہ انفرادیت میں شرق و غرب کا فرق ہے۔

مذہبی انفرادیت کیا ہے؟:

مذہبی انفرادیت میں بنیادی چیز عبدیت ہوتی ہے، عبدیت کا مطلب ہے کہ انسان ایک خارجی اور اَن دیکھے وجود کو اپنا الٰہ و معبود مان لے، اُس کی خواہش، منشاء اور رضامندی کے لیے اپنی ساری خواہشوں کو فنا کردے، اس کے کہے پر چلے اور منع کرنے پر رک جائے۔

سرمایہ دارانہ انفرادیت:

سرمایہ دارانہ انفرادیت یہ ہے کہ انسان کسی کا عبد نہیں بلکہ وہ آزاد (FREE) ہے۔ آزاد ان معنوں میں ہے کہ وہ جو چاہنا چاہے چاہ سکے اور جس چیز کی خواہش اس کا نفس کرے اسے حاصل کر سکے۔ خواہشات بے پناہ ہیں اور انسان کو خواہشات کی تکمیل کے لیے بنیادی طور پر جس چیز کی ضرورت ہے وہ ''سرمایہ'' ہے۔ سرمایہ ہی وہ بنیادی عنصر ہے جس کے ذریعے تمتع فی الارض اور تمتع فی الدنیا کے امکانات وقوع پذیر ہوسکتے ہیں۔ ایک بات جو یاد رکھنے کی ہے کہ سرمایہ دارانہ عقلیت مابعد الموت سے بحث نہیں کرتی ہے بلکہ اس کے نزدیک موت ہی اختتامِ زندگی ہے۔ چنانچہ سرمایہ دارانہ عقلیت میں زیادہ سے زیادہ سرمائے کا حصول اسی دنیا کو جنت بنانے کے سوا کچھ نہیں، اسی لیے ایک سرمایہ دار انسان کی ساری تگ و دو اور کدوکاوش کا محور محض سرمائے کا حصول ہوتا ہے، یہ بات بھی واضح رہے کہ سرمایہ دارانہ عقلیت میں جس طرح مابعد الموت کی بحث نہیں اسی طرح ماقبل پیدائش کا سوال بھی خارج از بحث ہے، مغربی فکر کے کلاسیکل مفکرین کے نزدیک انسان اسی معنی میں قائم بالذات اور اپنا خالق خود ہے۔ معروف مغربی مفکر روسو کا کہنا ہے کہ ''فطرت نے انسان کو آزاد پیدا کیا تھا مگر وہ ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے'' نیز اس کا خیال تھا کہ انسان ہی مقتدرِ اعلیٰ ہے۔ یہاں پہنچ کر ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ تصور انفرادیت ''الوہیت انسان'' کا مظہر ہے۔ تہذیب مغرب کا ایک ہی کلمہ ہے...... لا الٰہ الا الانسان!

انسانی حقوق کا ماخذ:

انسانی حقوق کے تمام تر تصورات اسی سرمایہ دارانہ عقلیت سے نکلے ہین اور مغربی فلاسفروں کی اسی جاہلانہ فکر کی روشنی میں انسانی حقوق کا ٹیکسٹ تیار کیا گیا ہے۔ تہذیبِ جدید کے نزدیک ''حقوق انسانی کا چارٹر'' جسے یواین او نے اپنے ممبر ممالک پر لاگو کیا ہے یہ دورِ حاضر کا واحد اور آخری ''حق'' ہے اور ناقابلِ چیلنج ہے، اسی بنیاد پر یواین او کے تمام ممبر ممالک اس چارٹر پر دستخط کرنے کے پابند ہیں۔ یواین او کے کسی ممبر ملک میں ایسی کوئی سی بھی قانون سازی یا اجتماعی سرگرمی بروئے کار نہیں آسکتی جو حقوقِ انسانی کے چارٹر کے خلاف ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حقوق انسانی چارٹر کو سرمایہ دارانہ مذہب کا نصابی صحیفہ ہونے کا درجہ حاصل ہے۔

انسانی حقوق کے تین بنیادی ارکان:

انسانی حقوق کے چارٹر کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تین بنیادی ارکان ہیں: (۱) آزادی (۲) مساوات (۳) ترقی۔

انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق:

(۱)　آزادی سے مراد یہ ہے کہ انسان آسمانی وحی کا محتاج نہیں اور نہ ہی انسان کو کسی مذہب کی ضرورت ہے، اس لیے کہ انسان اب ڈارک ایج (دورِ ظلمت سے نکل آیا ہے۔ اب وہ اپنی عقل کی بنیاد پر اپنے لیے خیر و شر کے پیمانے خود وضع کر سکتا ہے، وہ جو چاہنا

چاہے چاہ سکتا ہے اور جو کرنا چاہے کر سکتا ہے، کوئی مذہب، عقیدہ اور اخلاقی ضابطہ اس کی چاہت میں حائل نہیں ہوسکتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ انسان خود خدا ہے اور وہ اپنی ہی پرستش کرتا ہے۔

(۲)　مساوات سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان کے برابر ہے، علم، بزرگی، مرد ہونا، استاذ یا باپ ہونا فضیلت کو کوئی درجہ نہیں رکھتا۔ اسی طرح کوئی شخص کسی دوسرے سے مال کو ناحق نہیں کھاتا اور ایک دوسرا آدمی ناحق مال کھانے کو اپنے لیے روا رکھتا ہے تو سرمایہ دارانہ عقلیت میں دونوں کی حیثیت برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب الیکشن ہوتے ہیں تو تمام ووٹروں کا ووٹ یکساں ہوتا ہے، عالم و زاہد اور زانی شرابی کا ووٹ برابر تصور کیا جاتا ہے۔

(۳)　تیسری چیز ترقی ہے، جس کا مطلب ہے کہ انسان کو اس دنیا میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کمانے اور تمتع فی الدنیا کا حق حاصل ہے، چوں کہ انسانی حقوق کے مطابق ہر انسان آزاد ہے کہ وہ جو بھی فکر و عقیدہ رکھے (ریاست اس پر قدغن نہیں لگا سکتی) اس لیے ترقی کی اس دوڑ میں سود، سٹہ، جوا، دھوکہ، فریب، جبر و ظلم سب روا ہے، حتیٰ کہ اگر ایک عورت اپنا جسم بیچ کر زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنا چاہے تو اسے اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ ایسا کرے۔

جمہوریت کیا ہے؟

اب ہم آتے ہیں جمہوریت کی طرف!...... جمہوریت سرمایہ دارانہ نظام کی سیاسی اور معاشرتی تنظیم...... اور حقوقِ انسانی کے نفاذ کا آلہ کار ڈھانچہ ہے۔ جمہوریت ایسا تنظیمی ڈھانچہ ہے جو جبر کا ایک ایسا ماحول وضع کرتا ہے کہ فرد اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کو ترک کر کے صرف اپنی خواہش اور سرمائے کی بندگی کرے۔

اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ جمہوری سسٹم کی ماہیت کیا ہے؟

جمہوری سسٹم کی پہلی بنیاد انتخابات ہیں، جن میں مختلف لوگ امیدوار بنتے ہیں کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبر بنیں گے۔ ریاست کے افراد انہیں مساوی بنیادوں پر ووٹ دیتے ہیں، یعنی مرد و عورت، عالم و جاہل زاہد و متقی اور چور ڈاکو زانی، شرابی سب مساوی بنیادوں پر اپنے اپنے امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں۔ امیدوار بھی انتخابات میں مساوی حیثیت میں حصہ لیتے ہیں اس لیے کہ پارلیمنٹ کا رکن ایک شیخ الحدیث بھی بن سکتا ہے اور چور اچکا، منافع خور، اسمگلر اور قاتلوں کا سرغنہ بھی رکن بن سکتا ہے...... الیکشن کے بعد جو لوگ پارلیمنٹ میں جاتے ہیں وہ پہلے ایک دستور وضع کرتے ہیں (یا پہلے سے ایک وضع شدہ دستور ہوتا ہے جو اصلاً انسانی حقوق کے تابع ہوتا ہے) پھر اسی دستور کی روشنی میں قانون سازی کی جاتی ہے۔ اس سارے عمل میں کتاب اللہ کا کوئی رول نہیں ہوتا۔

[گو کہ پاکستان کے دستور میں ایک قراردادِ مقاصد کے ذریعے پارلیمنٹ کتاب وسنت کی روشنی میں قانون سازی کی پابند ہے مگر اس حقیقت سے جائے فرار نہیں کہ قراردادِ مقاصد کی حیثیت محض ایک ''علامت'' کی ہے۔ پھر اس میں بھی آزادئ فرد کے تمام تصورات کو اس طرح سمو دیا گیا ہے کہ بالآخر حقوق انسانی کا کافرانہ و مشرکانہ چارٹر ہی بالادست ٹھہرتا ہے۔]

جمہوری سسٹم میں بیوروکریسی یا انتظامیہ (محکمہ جاتی افراد، پولیس، فوج) اور عدلیہ، یہ تمام حکومتی طبقے سرمایہ دارانہ تصورات اور سرمایہ دارانہ عدل کے قیام و نفاذ کے ضامن ہوتے ہیں...... یوں جمہوری سسٹم کے ذریعے سرمایہ دارانہ جبر کا ماحول پروان چڑھتا ہے جہاں ہر انسان اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ:

☆ مذہب کو اپنی اجتماعی زندگی سے نکال کر انفرادی زندگی تک محدود کر دے۔
☆ عبادت الٰہی کو حتی الامکان کم وقت دے اور سرمائے کی بڑھوتری کے لیے زیادہ وقت صرف کرے۔
☆ اپنے معاشرتی تعلقات کو محدود کر دے۔
☆ دینی تعلیمات کو سیکھنے کی بجائے سوشل سائنسز کو زیادہ وقت دے تاکہ وہ سرمائے کی بڑھوتری میں زیادہ بہتر انداز میں

شمولیت کر سکے۔[دینی مدارس میں اصلاحات کے لیے مغربی ممالک کا دباؤ اور مدارس میں سوشل سائنسز کو داخل کرنے کا مطالبہ اسی وجہ سے ہے کہ وہ علماء کو اور طلبہ کو بے کار محض سمجھتے ہیں اور انہیں کار آمد بنانے کے لیے اس قسم کی اصلاحات پر زور دیتے ہیں]

اس تفصیل کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جمہوریت اپنے ماخذات کی بنیاد پر اسلام سے مکمل طور پر متصادم اور باطل نظریہ و نظام ہے، اس نظام میں حصہ لینا، ووٹ دینا اور لینا مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر حرام ہے:

جمہوریت عبدیت کا انکار ہے:

جمہوری حکومت کی پہلی بنیاد حاکمیتِ عوام ہے، جمہوریت کی تعریف ہی یہ ہے: Goverment of the people by the people for the people. یعنی "عوام کی حکومت عوام کے ذریعے عوام پر"...... یہ جمہوریت کا پہلا بنیادی اصول ہے۔ جو کھلا کلمۂ کفر ہے اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدار کے انکار کے علاوہ انسان کی بندگی کا بھی انکار ہے۔ دوسرے لفظوں میں حاکمیتِ انسان کا مطلب انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَلَالَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْر (الاعراف)

لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْن (القصص)

وَلَا یُشْرِکُ فِی حُکْمِہٖ احداً (الکھف)

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ (الیوسف)

ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہی حکم وحکومت کے سزاوار ہے۔ قانونِ شریعت میں انسان اللہ کا بندہ اور خلیفہ ہے، اسے یہ حق نہیں کہ خود خدا بن بیٹھے۔ بہر حال ان آیات کی روشنی میں جب ہم جمہوری عمل کا جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل قباحتیں سامنے آتی ہیں:

جمہوریت شرک فی الحکم ہے:

مقنن اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، انسان عبد ہونے کے ناطے اس بات کا پابند ہے کہ وہ قوانینِ شریعت کو بلا چوں وچرا تسلیم کرے اور ان پر عمل درآمد کرے۔ انسان کو حق حاصل نہیں کہ وہ خود قانون ساز بن کر بیٹھ جائے اور حاکمیتِ الٰہ میں شریک ہو جائے۔ ایسا کرنا شرک فی الحکم ہے۔ (یہ بات یاد رہے کہ یہ بات شرک جب ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود والٰہ بھی مانتا ہو، اگر وہ حاکمیتِ انسان کا یہ مطلب لے کہ ذات باری تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں وہ خود ہی حاکم ہے تو یہ دہریّت ہے جیسا کہ اکثر مغربی ممالک میں اسی بات کا تصور پایا جاتا ہے)

قرآن مجید میں شرک کے بارے میں فیصلہ ہے کہ:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان. ۱۳) "بے شک شرک ظلم عظیم ہے"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَن یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَاء (النساء۔۱۱۶)

"بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے علاوہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

جمہوریت انسانوں کو یہ حق فراہم کرتی ہے کہ وہ ووٹ کے ذریعے اپنی حاکمیت کو قائم کریں، پارلیمنٹ میں اپنے نمائندے بھیجیں جو مفاد عامہ کے مطابق قانون سازی کریں، چناں چہ یہ عمل شرک ہونے کے سبب باطل ہے۔

الٰہی نظام سے بغاوت کا سر چشمہ:

الف: جمہوری قوانین کے ماخذ انسانی حقوق کے چارٹر میں انسانوں کا پہلا حق آزادی (Freedom) کو تسلیم کیا گیا ہے۔ آزادی کا یہ حق انسانی حقوق کا بہت خاص حق ہے اور ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ آزادی (اللہ تعالیٰ سے بغاوت، راہِ بندگی سے فرار) کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ آزادیٔ رائے، آزادیٔ اظہار، آزادیٔ مذہب وعقیدہ، آزادیٔ نسواں اور کئی دیگر قسم کی آزادیوں کو اس ایک فارم میں سمودیا گیا ہے۔ چناں چہ جمہوری پارلیمنٹ میں جو بھی قانون سازی کی جاتی ہے وہ آزادی کی تمام اقسام کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے، ہم یہ بتا آئے ہیں کہ انسانی حقوق کے چارٹر میں انسانوں کو دی گئی آزادی کا مطلب انکارِ بندگی کے سوا کچھ نہیں۔

قرآنی فکر کے مطابق انسان آزاد نہیں ہے، وہ بندہ ہے اللہ وحدہ لاشریک کا، چنانچہ اسے حکم ہے کہ وہ اسی کی بندگی کرے، بندگی بھی ایسی جس میں غیر اللہ کی بندگی کا شائبہ بھی نہ ہو۔

وَمَااُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهاً وَّاحِداًلَااِلٰهَ اِلَّا هُوَسُبْحَانَه عُمَّايُشْرِكُوْن

''انہیں صرف ایک ہی معبود کی عبادت کا حکم دیا گیا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

وَمَااُمِرُوْا اِلَّالِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ (البيّنه: ۵)

''اور نہیں حکم دیئے گئے مگر یہ کہ وہ اللہ ہی کی بندگی کریں اس کی خالص طاقت کے ساتھ بالکل یکسو ہوکر''۔

اسی طرح قرآن مجید میں دیگر کئی مقامات پر اپنی بندگی کو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، قرآنی احکام کے بعد کہیں اس بات کی گنجائش نہیں کہ اسلام کے دائرے سے ہٹ کر کسی دوسرے نظام کی طرف اور کسی قسم کے ''ازم'' کی طرف نگاہِ التفات بھی کی جائے۔ انسان کو اگر آزاد اور تصور کیا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ رب کا بندہ نہیں رہا تو شیطان کا بندہ ہے، اس لیے کہ ہستی موجود میں دو ہی صورتیں ہیں انسان اللہ کا بندہ ہو یا شیطان کا!

ب: انسانی حقوق کا دوسرا رکن مساوات (EQVALITY) ہے۔ مساوات کا مطلب یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ مرد وعورت، عالم وجاہل، بدکار ونیکوکار ایک ڈاکو اور متقی انسان سب برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں۔ اسی معنی میں ہر انسان کا ووٹ برابر ہے، ہر انسان پارلیمنٹ کا ممبر بننے کا اہل ہے اور ہر انسان ترقی کے عمل میں شریک ہوسکتا ہے۔ انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کے مطابق تمام انسان قانون کی نظر میں برابر ہیں، جبکہ اسلام میں مساوات کا ایسا کوئی تصور نہیں۔ اسلام مرد اور عورت میں فرق کرتا ہے۔ وہ ذمّی اور معاہد میں فرق کرتا ہے وہ عالم اور جاہل میں فرق کرتا ہے، اسلام ہر شخص کے ہر موضوع پر رائے دینے کا قائل نہیں۔ مرد بیک وقت چار شادیاں کرسکتا ہے عورت نہیں۔ مرد طلاق دیتا ہے عورت نہیں۔ جمہوریت کا نصابی صحیفہ ''انسانی حقوق کا چارٹر'' ہر انسان کو حق دیتا ہے کہ وہ اپنے لیے جیسا چاہیں خیر وشر کا پیمانہ تجویز کرسکتے ہیں۔ قرآن ان تمام تصوراتِ مساوات کو رد کرتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے...... **ورفعنا بعضم فوق بعض درجات (الآية)...... لايستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل (الآية) ...... لايستوى اصحاب النار واصحاب الجنة (الآية)...... هل يستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون (الآية)** ...... چنانچہ مساوات کی مندرجہ بالا فکر اسلام سے مکمل طور پر متصادم اور باطل ہے۔

(۳) انسانی حقوق کے چارٹر کا تیسرا بنیادی رکن ترقی (PROGRESS) ہے۔ چوں کہ سرمایہ دارانہ علمیت کے پاس موت کے بعد زندگی کا کوئی تصور نہیں اس لیے انسان کی تمام تگ ودو کا محور یہی دنیوی زندگی ہے۔ چناں چہ انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق ہر انسان کو زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنے اور سامانِ تعیش حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس معنیٰ میں ترقی کا مطلب سرمائے کی بڑھوتری کی بڑے بڑھوتری کے عمل کو تیز تر کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ بینک، اسٹاک ایکسچینج اسی بڑھوتری اور حرص وحسد کے فروغ

کے ادارے ہیں تکاثر کا عمل دہرایا جاتا ہے، سود، سٹہ، جوا، دھوکہ فریب اور ٹیکسز سرمایہ دارانہ معیشت کا خاص ہتھیار ہیں۔ ان اداروں سے وابستہ افراد کی زندگی کا محور و مقصد محض پیسہ ہوتا ہے اور وہ ہر اس طریقے کو اختیار کرتے ہیں جس کے ذریعے سرمایہ اکٹھا ہو سکے۔

اسلام اس طرز فکر کو مکمل رد کرتا ہے۔ قرآن مجید دنیوی زندگی کو اس معنی میں اہمیت نہیں دیتا کہ انسان لذات کے حصول اور خواہشات نفس کی تکمیل میں لگ کر اپنے مقصدِ اصلی کو بھول جائے۔ اور زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی ہوس میں مبتلا ہو جائے، بلکہ وہ دنیوی زندگی کو لہو ولعب، دھوکہ وفریب قرار دیتا ہے۔ چناں چہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِعْلَمُوْا اَنَّما الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ. کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرَاہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا وَفِی الآخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ. (الحدید:۲۰)

''جان رکھو! دنیا کی زندگی......لہو ولعب، زینت اور مال اولاد کے معاملے میں باہمی تفاخر و تکاثر ہے (اس کی) مثال بارش کی ہے، جس کی اپجائی ہوئی فصل کافروں کے دل موہ لے پھر وہ بھڑک اٹھے اور تم اسے زرد دیکھو اور پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اور آخرت میں ایک عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔''

تکمیل دین کا انکار:

قرآن مجید میں فرمادیا گیا ہے: **الیوم اکملت لکم دینکم، اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** ......اکمالِ دین اور اتمام نعمت کے بعد کافرانہ نظام حکومت کو اپنی اجتماعی زندگی کا حصہ بنانا اور اس پر مداومت اختیار کیے رکھنا تکمیل دین اور اتمام نعمت کا انکار ہے۔ تکمیل دین و اتمام نعمت کا مطلب ہی یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آغاز ہونے والے دینِ اسلام کا سلسلہ تدریجی مراحل طے کرتا ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اپنے اوج کمال کو پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی آخرت کتاب ہدایت نازل کر دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا۔ ہمارے نزدیک عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** کا عین مصداق تھا۔

تمام مسلمانوں کے لیے دین اسلام کی صورت میں ایک خاص طریقہ اور ضابطۂ حیات متعین کر دیا گیا ہے۔ اب اس ضابطے سے باہر نکلنا کسی مسلمان کے لیے روا نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی اَنْ اَقِیْمُوْا الدِّیْنَ وَلَاتَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ، کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَاتَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ. (الشوریٰ.۱۳)

''اس نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی ہدایت اس نے نوح کو فرمائی اور جس کی وحی ہم نے تمہاری طرف کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔ مشرکین پر وہ چیز شاق گزر رہی ہے جس کی طرف تم نے ان کو دعوت دے رہے ہو۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ثُمَّ جَعَلْنَاکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الاَمْرِ فَاتَّبِعْھَا وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَاءَ الَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ (الجاثیہ. ۱۸)

''پھر ہم نے تم کو ایک واضح شریعت پر قائم کیا تو تم اسی کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔''

قرآن مجید کی ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کے لیے طریقۂ زندگی، ضابطۂ حیات، دائرۂ کار خواہ

انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی معاملات قانون شریعت ہی ہے، اس سے انحراف کی راہیں تلاش کرنا اور کسی دوسرے طریقۂ زندگی کو پسند کرنا جائز نہیں، ایسا کرنا بہت بڑا خسارہ ہے۔

ہمارے خیال میں سرمایہ دارانہ نظام میں شمولیت اختیار کرنے اور اس پورے نظام کو اس طرح اپنے اوپر حاوی کر لینا کہ شریعت معطل ہو جائے، احکام دین کھلم کھلا پامال ہونے لگیں اور شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جانے لگے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ہندو ہو جائے عیسائیت قبول کر لے یا بدھ مت اختیار کر لے، اس لیے کہ جمہوری نظام کو قبول کرنے اس پر مداومت اختیار کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ شریعت اب چند اجزاء مثلاً عبادات کے علاوہ قابل عمل نہیں رہی اور خلافت کا ادارہ بحالتِ موجودہ نا قابلِ قیام ہے۔ ظاہر ہے یہ فکر اور طرز عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں سند قبولیت حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الاِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُقْبَلُ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْن (آل عمران: ۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب بنے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہوگا۔''

آخرت کی نامرادی اور خسارہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت بھی ایک دوسری جگہ ارشاد فرمادی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِيْراً (النساء: ۱۱۵)

''اور جو کوئی راہِ ہدایت واضح ہو چلنے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کے بعد اس کو اسی راہ پر ڈالیں گے جس پر وہ پڑا اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''

جمہوری نظام کفار کا طرز حکومت وسیاست ہے چناں چہ غیر سبیل المؤمنین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت آچکنے کے بعد کوئی دوسری راہ اختیار کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے مؤمنین کے راستے سے الگ راہ نکالنا اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرک ہے اور شرک ہر طرح کی برائیوں کا منبع ہے کیونکہ مشرک اللہ سے کٹ کر اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں پکڑا دیتا ہے اور جو شخص اپنی باگ شیطان کے ہاتھوں میں تھما دے وہ معاشرے کا بدترین انسان ہوتا ہے۔ غیر سبیل المؤمنین کے شرک ہونے کا قرینہ اگلی آیت ہے جس میں مذکورہ آیت (ومن یشاقق الرسول الخ) کے فوراً بعد فرمایا گیا ہے۔

اِنَ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیغفر مادون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللّٰہ فقد ضل ضلالاً بعیداً (النساء: ۱۱۶)

''بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے نیچے جس چیز کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

اکثریتی بنیادوں پر فیصلوں کا باطل فلسفہ:

جمہوری سسٹم میں فیصلوں کی بنیاد کتاب اللہ، علم وحکمت نہیں بلکہ اکثریت جس چیز کو چاہے اس چاہت اور خواہش کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ جس امیدوار کو زیادہ ووٹ مل جائیں خواہ کس قدر کرپٹ آدمی ہو مگر دوسری طرف کوئی شریف امیدوار تھا اور اہل آدمی بھی ہے تب بھی مقابلے میں چوں کہ پہلا شخص زیادہ ووٹ لے چکا ہے اس لیے وہی کامیاب کہلائے گا۔ اسی طرح پارلیمنٹ میں بھی قوانین اکثریت کی بنیاد پر مرتب کیے جاتے ہیں۔ اکثریت کی بنیاد پر فیصلوں کا انعقاد بہت بڑی گمراہی اور ضلالت

ہے، پھر اکثریت بڑی جہلِ مرکب ہو اس کی گمراہی ضلالت میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ یہ اکثریت جب پارلیمنٹ میں مفادِ عامہ کے لیے قوانین مرتب کرے گی تو اپنی افتادِ طبع، نفسانی خواہشات اور جہالت کی بنیاد پر کرے گی۔ چناں چہ زنا کا فروغ، سودی کاروباری کا استحکام اس پارلیمنٹ کا خاص وظیفہ ٹھہرتا ہے (جیسا کہ ہم حقوقِ نسواں بل دیکھتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ اسلام نے محض اکثریت کی بنیاد پر فیصلوں کو رد کیا ہے اور اکثریت کی پیروی کو ضلالت وگمراہی قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاِنۡ تُطِعۡ اَكۡثَرَ مَنۡ فِى الۡاَرۡضِ يُضِلُّوۡكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ‌ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ (الانعام:۱۱۶)

''اور اس زمین والوں میں سے اکثر ایسے ہیں کہ اگر تم نے ان کی بات مانی تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے گمراہ کر دیں گے۔ یہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔''

آیت کریمہ میں صرف اکثریت کو رد نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بارے میں یہ حقیقت بھی بیان کر دی گئی کہ ان کے فیصلے محکم بنیادوں پر استوار نہیں ہوتے بلکہ وہ ظن وتخمین سے کام لیتے اور ہوا میں تیر چلاتے ہیں...... بھلا ایسے لوگ بھی ملت کی قیادت وسیادت کے لیے اہل ہوسکتے ہیں؟...... پھر اکثریت کو کسی ایک جگہ قرار نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے ہی عہد کو بار بار بدلتے رہتے ہیں اور یہ فساق وفجار کی خاص نشانی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں کس خوبی سے اس بات کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَا وَجَدۡنَا لِاَكۡثَرِهِمۡ مِّنۡ عَهۡدٍ‌ۚ وَاِنۡ وَّجَدۡنَاۤ اَكۡثَرَهُمۡ لَفٰسِقِيۡنَ (الاعراف:۱۰۲)

''اور ہم نے ان میں سے اکثر میں عہد کی استواری نہیں پائی، ان میں سے اکثر بدعہد ہی نکلے''۔

دورِ نبوت اور دورِ صحابہ وتابعین میں بھی کبھی اکثریت کی بنیاد پر فیصلے نہیں کیے گئے۔ ذخیرۂ احادیث میں بھی ہمیں کوئی ایک حدیث نہیں ملتی جس میں اکثریت کے فکر ونظر اور فیصلوں کو سراہا گیا ہو اور اکثریت کو بطورِ اصول قبول کیا گیا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اکثریت کا فلسفہ باطل، گمراہی اور فسق وفجور کے سوا کچھ نہیں۔

تقسیم اور پارٹی بازی:

اسلام دینِ توحید ہے، وہ امت کو وحدت کا عقیدہ ونظریہ دیتا ہے، اسلام کے نزدیک تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں وہ ایک جسم کی مانند ہیں، قرآن مجید نے مسلمانوں کو، خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے، شرق میں رہتے ہوں یا غرب میں سب کو ''امت واحدہ'' کا عقیدہ دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمۡ فَاتَّقُوۡنِ (المؤمنون:۵۲)

''بے شک تمہاری امت ہی ایک امت ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکیٰ عضو تداعی لہ سائرا الجسد بالسطر والحسنیٰ (مسلم)

''مسلمانوں کی مثال باہمی مودت ومرحمت اور محبت اور ہمدردی میں ایسی ہے جیسے ایک جسم کی، اگر اس کے ایک عضو میں کوئی شکایت پیدا ہوتی ہے تو سارا جسم اس تکلیف میں شریک ہوجاتا ہے۔''

اسی کے ہم معنی صحیحین کی حدیث ہے: **المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا**

''ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایسا ہے جیسے کسی دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔''

ان آیات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ وحدتِ امت، اتحاد واتفاقِ امت اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک

کتنا اہم ہے۔ وحدتِ امت گویا مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا بنیادی مصدر ہے۔ اور جو شخص اس وحدت کو ختم کرنے کے درپے ہو اس کے لیے شدید وعیدیں ہیں۔

ایک طرف دین اسلام کا یہ حکم ہے دوسری طرف تقسیم، پارٹی بازی اور گروہ بندی جمہوری نظام کا بنیادی عنصر ہے۔ کامیاب جمہوریت وہی تصور کی جاتی ہے جہاں حزب اقتدار کے مقابلے میں ایک مضبوط حزب اختلاف بھی ہو۔ یہ حزب اختلاف ایک پارٹی پر مشتمل ہوسکتی ہے اور کئی پارٹیوں کا مجموعہ بھی۔ بعینہ یہی صورت اقتدار کی ہوسکتی ہے، ہر پارٹی کے اپنے نظریات اور اپنے اہداف ہوتے ہیں۔ جمہوری سسٹم میں حصہ لینے والی تمام جماعتیں حقوق کی سیاست کر رہی ہوتی ہیں۔ حقوق کی سیاست کا مطلب اغراض کی سیاست ہے مثلاً ایک قوم پرست جماعت محض اپنی قوم کے مفادات کی سیاست کرتی ہے وہ اپنے دائرۂ کار میں دوسری قوم کو شامل نہیں کرتی، لسانی بنیادوں پر قائم کوئی بھی جماعت دوسرے فرقہ یا جماعت کے لیے کام نہیں کرتی۔ مذہبی بنیادوں پر قائم کوئی بھی جماعت دوسرے فرقہ یا جماعت کے مفاد کے لیے ہرگز کام نہیں کرتی۔ چوں کہ اغراض سب کی جدا جدا ہوتی ہے اس لیے ہر چند افراد کا گروہ اپنی ایک جماعت بنا کر سرگرم ہو جاتا ہے، یوں تقسیم در تقسیم کا یہ عمل بڑھتا چلا جاتا ہے، آج ہم اس کے بھیانک نتائج کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں، سیکولر اور قوم پرست جماعتوں کی ہم بات نہیں کرتے ہاں علماء کی جماعتیں ہی کئی کئی گرہوں میں بٹ گئیں۔ جمہوری سسٹم میں مسلسل شمولیت کی وجہ سے اہل دین کی قوت بکھر گئی، ان کا رعب اٹھ گیا، وہ اجتماعی موقف نہ ہونے کی وجہ سے کوئی آواز اٹھاتے ہیں تو صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے، ان کے جائز مطالبات کو بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا، فاسق وجابر حکمران اتنے جری ہوچکے ہیں کہ مسجدیں میں شہید کر دیں۔ معصوم طلبہ اور حیاء وعفت کی پیکر طالبات کا قتل عام کریں مجاہدین کو تہ تیغ کریں، جہاد کو دہشت گردی قرار دیں...... مجاہدین اسلام کو پکڑ پکڑ کر بگرام، گوانتاناموبے اور ملک کے کونے کونے میں قائم عقوبت خانوں اور اذیت گاہوں کو آباد کریں...... انہیں کھلی چھوٹ ہے۔

جمہوری ریاست میں پارلیمنٹ کا کردار:

پارلیمنٹ جمہوری ریاست کا وہ ادارہ ہے جہاں عوام ووٹ کے ذریعے اپنے نمایندوں کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ ان کی نمایندگی کرتے ہوئے ان کے مفاد میں قانون سازی کریں۔ بادی النظر میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ مگر اصلاً پارلیمنٹ سرمایہ داری کے نفاذ کا ادارہ ہے۔ سرمایہ دارانہ اداروں کی اسی کے ذریعے نمو ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ میں وہی قانون سازی کی جاتی ہے جو سرمایہ دارانہ مذہب وعقیدہ سے مطابقت رکھتی ہو، اگر عوامی خواہش اس کے برعکس ہو تو اس کی مزاحمت کی جاتی ہے بصورت دیگر اس پورے نظام کی بساط ہی لپیٹ دی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم صوبہ سرحد کی گزشتہ حکومت کے حسبہ بل کے ضمن میں دیکھتے ہیں یا جیسے الجزائر میں اسلامک فرنٹ کی کامیابی کے باوجود پورے نظام کی بساط لپیٹ دی گئی۔ ارکان پارلیمنٹ مقنن یا قانون ساز ہوتے ہیں اور یہ قانون سازی مذہب سرمایہ داری کے نصابی صحیفے انسانی حقوق کے چارٹر کے دیئے گئے دائرے میں رہتے ہوئے ہوتی ہے۔ قرآن وسنت اور اجماع امت کو حوالہ نہیں بنایا جاتا، بلکہ قرآن وسنت کے علی الرغم قانون سازی ہوتی ہے۔

یوں دیکھا جائے تو حکم اور حکومت کے وہ تمام اختیارات جو اللہ رب العزت کو سزاوار ہیں وہ ارکان پارلیمنٹ اپنے لیے خاص کر لیتے ہیں اور خود خدا بن بیٹھتے ہیں۔ حقوقِ نسواں بل، سود کے حق میں گزشتہ حکومت کے فیصلے، عائلی قوانین، اور کئی دیگر ظالمانہ استبدادی قوانین ارکانِ پارلیمنٹ کی اسی الوہیت کے مظہر ہیں۔ قرآن کریم اور سنت میں اس قسم کی قانون سازی کی کوئی گنجائش نہیں خصوصاً جو شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلائے اور پھر مقنن بھی بن بیٹھے، یہ ایمان واسلام کے ساتھ بدترین مذاق ہے، قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے:

۱۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہ (یوسف:۴۰)

''اختیار و اقتدار صرف اللہ ہی کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو''۔

۲۔ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰه (آل عمران۔۱۵۴)

''تحقیق سارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے''

۳۔ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّة (آل عمران۔۷۹)

''کسی بشر کی شان نہیں کہ اللہ اس کو کتاب، قوتِ فیصلہ، اور منصب نبوت عطا فرمائے''۔

ایک طرف قرآن حکیم کی آیات محکمات ہیں دوسری طرف ارکان پارلیمنٹ کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں قانون بنا دیں خواہ وہ کتاب اللہ کی مخالفت میں ہی کیوں نہ ہو...... یہی وجہ ہے کہ پارلیمنٹ ہماری نظر میں:

- ☆ کتاب اللہ کے استرداد کا مرکز ہے۔
- ☆ انسانوں کی حاکمیتِ اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا مظہر ہے۔
- ☆ کافرانہ و مشرکانہ اقتدار کا منبع ہے۔
- ☆ فحاشی و عریانی، زنا و شراب اور اباحیت زدہ معاشرے کے تحفظ اور فروغ کا ادارہ ہے۔
- ☆ سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کی ادارتی صف بندی کرنے کا مرکز ہے۔

یہ ہم نے جمہوریت کے بارے میں چند اصولی باتیں ذکر کی ہیں اور سرمایہ دارانہ مذہب کے چند اساسی نظریات کا تجزیہ کیا ہے، ابھی ہم نے بہت سی تفصیلات کو چھوڑ دیا ہے۔ ابھی جمہوری ریاست کی عدلیہ کا کردار بھی زیر بحث نہیں لایا جاسکا جو سرمایہ دارانہ عدل کے قیام کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ یہ بات مخفی نہیں رہنی چاہیے کہ جب سرمایہ دارانہ عدل کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد ظلم ہی ہوتا ہے، اس لیے کہ سرمایہ دارانہ مذہب جس چیز کو عدل تصور کرتا ہے اسلام کے نزدیک وہ عین ظلم ہے جیسے نظریہ آزادی اور جس چیز کو اسلام عدل قرار دیتا ہے سرمایہ دارانہ مذہب اسے ظلم قرار دیتا ہے مثلاً اسلامی احکام جیسے چور کا ہاتھ کاٹنا، زانی کو سنگسار کرنا، شراب پینے پر کوڑے لگانا وغیرہ...... اسی طرح فوج، پولیس، بیوروکریسی، اسٹاک ایکسچینج اور بینکنگ سسٹم کو بھی زیر بحث نہیں لایا جاسکا۔

دراصل یہ پورا سسٹم تفصیلی تجزیے اور محاسبے کا متقاضی ہے اور یہ کام طویل دورانیے کا ہے۔ ان شاء اللہ توفیق الٰہی آیندہ بھی اس کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا جائے گا۔ سردست جو تفصیل ہمارے سامنے آئی ہے اس کے مطابق سرمایہ داری جمہوریت، انسانی حقوق کا چارٹر، کفر مطلق، شرک، ضلالت و گمراہی، بغاوت الٰہی اور بدترین ظلم و تعدی کا مجموعہ ہے۔ ہم نے اس نظام کو اسی طرح کفر مطلق کہا ہے، جس طرح یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، اور سکھ مت کفر مطلق ہیں۔ اسی نتیجے پر پہنچنے کے بعد اب ہمارے لیے آسان ہوگیا ہے کہ ووٹ کی شرعی حیثیت کے بارے میں بھی خامہ فرسائی کرسکیں۔

ووٹ کیا ہے؟:

ووٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک رائے، شہادت اور مشورہ ہے...... اوّلاً ہمیں یہ رائے تسلیم کرنے میں تامّل ہے، ووٹ نہ رائے ہے نہ شہادت اور نہ ہی مشورہ...... ثانیاً اگر یہ سب مان بھی لیا جائے تو پچھلی تفصیل کو تسلیم کرنے کے بعد ووٹ دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ووٹ دینے والا اپنی طرف سے ایک نمایندہ بھیج رہا ہے جو کفر مطلق جمہوریت میں شرکت کرے، پارلیمنٹ کا ممبر بن کر شرک، بغاوتِ الٰہی اور ظلم و تعدی کا مرتکب ہو۔ کیا اسلام میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی شخص مذکورہ منکرات کے ارتکاب کے لیے رائے اور گواہی دے اور کیا ایسی گواہی اور ایسا مشورہ جائز امر کے ضمن میں آئے گا یا حرام کے زمرے میں؟...... ظاہر ہے شریعت اسلامیہ میں ایسی کسی گواہی اور مشورے کی گنجائش نہیں...... ایسی رائے، گواہی اور مشورہ سب باطل ہیں...... اس کا ارتکاب کرنے والا عنداللہ مجرم ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر کہا جائے کہ اہل اور دیانت دار شخص کو ووٹ دیا جائے تو بھی وہ دیانت دار شخص جائے گا تو اسی کافرانہ جمہوری سسٹم میں!......اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر بالفرض ہمارے ہاں ہندومت غالب آجائے اور مندر کو پارلیمنٹ کی حیثیت دے دی جائے اور اعلان کیا جائے کہ مندر ہی آیندہ تمام سیاسی ومعاشرتی سرگرمیوں کا مرکز ہوگا اور مسلمان بھی اس مندر کے ممبر بننے لگیں، اپنی عبادات کے علاوہ پوجاپاٹ کے نظام کو قبول کرلیں اور پروہت بننے میں فخر محسوس کریں تو جس طرح اسلام میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں اسی طرح پارلیمنٹ کا ممبر بننے کی بھی گنجائش نہیں۔ مندر میں بتوں کی پوجا کی جاتی ہے جبکہ پارلیمنٹ میں انسان اپنی بندگی کرتا ہے یا سرمائے کی بندگی، جیسے مندر ہندومت کے عملی اظہار کی جگہ ہے اسی طرح پارلیمنٹ مذہبِ سرمایہ داری (جو کفر مطلق ہے) کے اظہار کی جگہ ہے۔

تو جس طرح پنڈت پروہت بننے کی اسلام میں قطعی گنجائش نہیں اسی طرح پارلیمنٹ کا ممبر بننے کی گنجائش کیوں کر نکالی جاسکتی ہے؟

ووٹ مشورہ ہے نہ شہادت:

ہماری نظر میں نہ مشورہ کی حیثیت رکھتا ہے نہ شہادت کی بلکہ سرمایہ دارانہ نظم میں جس طرح انسان اپنی آزادی کا اظہار سرمائے کے ذریعے کرتا ہے اسی طرح وہ اپنی آزادی کا اظہار ووٹ کے ذریعے بھی کرتا ہے۔ ووٹ کے بارے میں وہ اپنے سرچشمۂ قوت، منبعِ اقتدار واختیار ہونے یعنی اپنا خدا خود ہونے کا اعلان کرتا ہے۔

☆　پھر اگر ووٹ کو بالفرض مشورہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو کیا یہاں مشورہ سے متعلق جتنی بھی اسلامی تعلیمات ہیں وہ یہاں پائی جاتی ہیں؟ ووٹنگ میں بلاقید جنس ومذہب ہر شخص حصہ لے سکتا ہے، کیا اسلامی نکتۂ نگاہ سے مشورہ ورائے ہر شخص سے لیا جاسکتا ہے؟ مثلاً کہیں اسلامی ریاست میں کسی جگہ قاضی مقرر کرنا ہو تو کیا اس کام کے لیے صرف علماء وصلحاء اور اتقیاء سے مشورہ لیا جائے گا یا ان کے ساتھ بھنگی چرسی، زانی، شرابی، ڈاکو کو بھی مشورے میں شامل کیا جائے گا؟...... یا مثلاً کہیں بیماریوں کی آفت آگئی ہے اور وہاں ماہر ڈاکٹروں کی اشد ضرورت ہے تو اس کے لیے ماہر ڈاکٹروں سے ہی مشورہ لیا جائے گا یا قصائیوں، نائیوں اور طبلہ سارنگی بجانے والوں کو بھی مشورے میں شامل کیا جائے گا؟

اسلام نے تو مشورے کے بارے میں خاص تعلیمات دی ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے بعد ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جس میں قرآن نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور آپ سے بھی اس کا کوئی حکم ہمیں نہیں ملا تو ہم کس طرح عمل کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اجمعوا له العابدین من امتی واجعلوه بینکم شوریٰ ولاتقضوا برأی واحد (روح المعانی)

''اس کے لیے میری امت کے عبادت گزاروں کو جمع کرلو اور آپس میں مشورہ طے کرلو، کسی کی تنہا رائے سے فیصلہ نہ کرو۔''

اس روایت کے بعض الفاظ میں فقہاء وعابدین کا لفظ آیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مشورہ ان لوگوں سے لینا چاہیے جو فقہاء یعنی دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور عبادت گزار ہوں۔ صاحبِ روح المعانی نے لکھا ہے کہ جو مشورہ اس طریق پر نہیں ہے بلکہ بے علم، بے دین (یعنی فساق وفجّار) لوگوں میں دائر ہوگا اس کا فساد اس کی صلاح پر غالب رہے گا۔

☆　اگر ووٹ کو گواہی تسلیم کیا جائے تو کیا یہاں گواہی کی شرائط اور حدود وقیود موجود ہیں؟ مثلاً گواہ عادل ہو، بالغ ہو، شریف ہو، بایں معنی کہ پنج وقتہ نمازی ہو، حلال وحرام کو جانتا ہو، یہاں بیش تر اکثریت ایسی ہے، جو طہارت اور نماز کے بنیادی مسائل سے بھی واقف نہیں۔ فقہاء نے درج ذیل اشخاص کی گواہی نا قابل قبول قرار دی ہے:

(۱) نماز روزے کا عمداً تارک ہو، (۲) یتیم کا مال کھانے والا (۳) زانی اور زانیہ (۴) لواط کا مرتکب (۵) جس پر حدِ قذف لگ چکی ہو (۶) چور ڈاکو (۷) ماں باپ کی حق تلفی کرنے والا (۸) خائن اور خائنہ......

☆ اگر کہا جائے کہ ووٹ ایک امانت ہے سوال ہوگا کہ یہ امانت بندوں کو کس نے تفویض کی؟ آیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض ہوئی یا جمہوریت نے تفویض کی؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں کہا گیا کہ جب تمہیں امیر مقرر کرنا ہو تو سب لوگ مل کر ووٹ ڈالا کرو، نہ ہی سنت سے اس عمل کی کوئی توثیق ملتی ہے۔ ہاں! جمہوریت کی تفویض کردہ امانت ہو سکتی ہے مگر باطل امانت ہے، یہ ایسی ہی امانت ہے کہ جیسے کوئی شخص شراب کی بوتل آپ کے پاس بطور امانت رکھنے آئے تو کیا آپ اس بوتل کو دیکھتے ہی توڑنے کے درپے ہوں گے یا حفاظت سے رکھنے کی کوشش کریں گے؟

بعض لوگ بہت دور کی کوڑی لاتے ہیں اور ووٹ کو بیعت کا قائم مقام قرار دیتے ہیں ووٹ بھلا بیعت کے قائم مقام کیسے ہو سکتا ہے؟ بیعت سمع وطاعت کی بنیاد پر ہوتی ہے، وہاں تسلیم کرنے کے سوا دوسرا راستہ نہیں جبکہ ووٹ آزادی کے اظہار کا ذریعہ ہے یہاں آپ آزاد ہیں کہ چاہیں تو مسلم لیگ کو ووٹ دیں چاہیں تو پی پی پی کو چاہیں تو کسی دیانت دار شخص کو ووٹ دے دیں۔

ووٹ کے حوالے سے چند دیگر عملی مسائل بھی ہیں مثلاً:

ووٹروں کی اکثریت اپنے ضمیر کی آزادی کے مطابق ووٹ نہیں دے پاتی، وہ اگر کسی امیدوار کو غلط اور نااہل سمجھتا ہے تو وہ اپنی پارٹی کی رائے، قبیلے کے فیصلے یا برادری کی حمایت کی وجہ سے مجبور ہوتا ہے کہ اسی نااہل شخص کو ووٹ دے (یہ جبر سرمایہ دارنہ نظام کا اندرونی تضاد ہے)

مختلف سیاسی جماعتیں آپس میں سیٹ ایڈجسٹمنٹ بھی کرتی ہے اس صورت میں ووٹر اپنی مختلف سیاسی جماعتیں آپس میں سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے پاسدار ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک مذہبی جماعت نے مسلم لیگ ق کے ساتھ سیٹ ایڈجسٹمنٹ کی، ق لیگ بلاشبہ علماء خصوصاً لال مسجد کے معصوم طلبہ وطالبات کی قاتل جماعت ہے مگر جہاں اس مذہبی جماعت کے ووٹر موجود ہیں اور ق لیگ کا امیدوار کھڑا ہے تو اس کے ووٹر ق لیگ کو ووٹ دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

☆ ووٹوں کی خرید وفروخت بھی ہوتی ہے، بھاری رقوم خرچ کر کے لوگوں سے ووٹ خریدے جاتے ہیں۔

☆ ووٹوں کے حصول کے لیے بھاری اخراجات کر کے باقاعدہ مہم چلائی جاتی ہے، اس مہم پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں جو اسراف وتبذیر کے زمرے میں آتے ہیں۔

☆ ووٹوں کے حصول کے لیے مخالفین پر بدترین اور شرمناک الزامات لگائے جاتے ہیں، اس سلسلے میں تمام اخلاقی قدروں اور معاشرتی تقاضوں کو یکسر پامال کر دیا جاتا ہے۔

☆ الیکشن کے دوران خفیہ اداروں کی مداخلت اب کوئی مخفی بات نہیں ہے، حکمران ٹولہ آئندہ اپنی مرضی کا سیٹ اپ لانے کے لیے خفیہ اداروں کے ذریعے ایسا جال بچھاتا ہے کہ نتائج میں بس انیس بیس کا ہی فرق ہوتا ہے۔

☆ یہ بات بھی اہل نظر سے مخفی نہیں کہ بالادست قوتیں اپنے من پسند امیدواروں کو جتوانے کے لیے دھمکی، دھونس سے کام لینے کے علاوہ خفیہ طور پر بیلٹ بکس میں اضافی ووٹ ڈلوا دیتی ہیں، بہت سے فوت شدہ لوگوں کے شناختی کارڈ استعمال کیے جاتے ہیں۔

ان تمام امور کے ہوتے ہوئے ووٹ کو شہادت، امانت اور مشورہ قرار دینا بہت بڑی خطا اور نہایت غلط روش ہے، جن علماء نے ووٹ کی شرعی حیثیت بیان کرتے ہوئے اسے مشورہ، امانت اور شہادت ہونے کے فتاویٰ جاری فرمائے ہیں غالباً انہوں نے اس پورے نظام کا گہری نگاہ سے مطالعہ نہیں فرمایا ورنہ وہ ضرور اس قسم کے فتاویٰ صادر کرنے سے اجتناب کرتے۔

ووٹ استبدادی نظام کی توثیق وتائید کا ذریعہ ہے:

ہماری نظر میں ووٹ دینا مشرکانہ نظام ریاست وسیاست کے قیام واستحکام کا ذریعہ ہے، یہ شرک کے ارتکاب اور کفر کی تائید کے علاوہ ظلم واستبداد کی حکومت کی حمایت کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ (الآیہ)

قرآن مجید میں انہی لوگوں کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے گیا جو اپنے ایمان کو شرک وظلم سے آلودہ نہیں کرتے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ (الانعام:۸۲)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے آلودہ نہیں کیا وہی لوگ ہیں جن کے لیے امن وچین ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

موجودہ صورت حال میں کیا کیا جائے؟:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ **لایلدغ المؤمن من جُحُرٍ واحد مرتین**......کہ مؤمن ایک ہی سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا......الیکشن ایسا سوراخ ہے کہ پوری قوم بارہا مرتبہ جمہوری سانپ سے ڈسی گئی ہے، متعدد بار کے تجربات سے واضح ہو چکا ہے کہ اب من حیث الامت ہمیں اس تماشے سے اجتناب برتنا ہوگا، ہمیں اس طریق کار کی طرف پلٹنا ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمایا، جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف امت نے جس پر تعامل فرمایا یہ راستہ دعوت وتبلیغ اور جہاد وانقلاب کا راستہ ہے اور یہی سبیل المؤمنین ہے۔

اپنے مسلمان بھائیوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ الیکشن کے دن جمہوری تماشے میں ووٹ کے ذریعے شرکت کرنے کی بجائے اپنے گھروں اور مسجدوں کو لازم پکڑ لیں، اس دن جبکہ فسق وفجور اور کذب وافتراء کا بازار گرم ہوتا ہے اور شیطانی اعمال اپنے عروج پر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حضور نوافل ادا کر کے اپنے انفرادی اور اجتماعی گناہوں کی معافی مانگی جائے، اپنی کوتاہیوں، لغزشوں اور خطاؤں کو یاد کر کے ان کی تلافی کا عزم کیا جائے، امت کے حقیقی رہنما مجاہدین فی سبیل اللہ اور مصلحین امت کی کامیابی وکامرانی کے لیے خوب خوب دعائیں مانگی جائیں، خلافت وامارت اسلامیہ کے قیام ودوام اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگی جائیں۔ جہاں کہیں مظلوم مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے یا مجاہدین اسلام اپنی لازوال قربانیاں جہاد کے میدانوں میں پیش کر رہے ہیں ان کی نصرت کی توفیق اور ان کی کامیابی کے لیے خلوص دل سے دعائیں مانگی جائیں اس بات کی دعا بھی مانگی جائے کہ یا اللہ ہمارے سروں پر مسلط باطل نظاموں کا عذاب دور فرما، ظالم حکمرانوں کی رسّی کو کھینچ لے، اہل حق کی مدد فرما اور ہمیں صالح، عادل اور منصف مزاج حکمران عطا فرما۔ آمین یارب العالمین

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ وصل اللّٰھم وسلم وبارک علی محمد النبی الامی وعلیٰ اٰلِہٖ وصحبہٖ اجمعین.

تحفظ ختم نبوت کانفرنس
12 مارچ 2008ء
بروز بدھ، بعد نماز عشاء
جامعہ فاروقیہ صوت القرآن ٹرسٹ
اُسامہ کالونی جلال پور پیروالا
0301-7441334
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی
سیّد عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
سرپرست جامعہ ہذا
الداعی قاری عبدالرحیم فاروقی نقشبندی امیر مجلس احرار اسلام تحصیل جلال پور پیروالا (ملتان)

محبت کے نام پر زہر

محمد طاہر سلطان کھوکھر

آج نہیں تو کل اس راز سے ضرور پردہ اٹھے گا کہ ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کو نیویارک امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے واقعہ میں صہیونی اور صلیبی طاقتیں ملوث تھیں جب کہ مسلمانوں کو ایک منظّم سازش کے تحت اس کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ تا کہ پوری دنیا میں سیلاب کی طرح تیزی سے پھیلتے ہوئے دین اسلام کے آگے بند باندھا جا سکے۔ اس سے پہلے ۱۹۹۴ء میں ہارورڈ یونیورسٹی کے مشہور یہودی پروفیسر سموئیل ہن ٹنگٹن نے اپنی شہرہ آفاق کتاب " The Clash of Civilization and Remaking of New World Order" میں مغرب کو اس بات پر بے حد مشتعل کیا کہ اگر اسلام ختم نہ کیا گیا تو آئندہ مستقبل میں یہ پورے یورپ میں چھا جائے گا۔ اس نے اپنی کتاب میں اسلام اور مسلمانوں کو ایک مستقل خطرہ اور ہوّا بنا کر پیش کیا۔ اس کے بعد اس موضوع پر بے شمار کتب، مضامین اور تھنک ٹینکس کی رپورٹس منظر عام پر آئیں جنھوں نے مغرب کے ہر شخص کو اسلام سے تصادم کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا۔ الیکٹرانک میڈیا نے ڈراموں، فلموں، مباحثوں اور نام نہاد خبروں کے ذریعے ایک خاص ماحول پیدا کیا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ نائن الیون کا واقعہ کوئی اتفاق نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے خلاف ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ ہے۔ اس واقعہ کے بعد امریکہ نے جہاں اسلام کے خلاف بے پناہ معاندانہ اقدامات کیے' وہاں ان کے تھنک ٹینکس نے ایک جامع رپورٹ تیار کرنے کے بعد امریکی حکومت کو تجویز دی کہ مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقہ کو ہر قسم کی مراعات کا لالچ دے کر ترقی پسند اور روشن خیالی کی آڑ میں سیکولر بنایا جائے۔ خاص طور پر ''مکالمہ بین المذاہب'' کے نام پر ذہنی برین واشنگ کے ذریعے انھیں اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ تمام بڑے مذاہب (عیسائیت، یہودیت، ہندومت وغیرہ) ایک ہی ہیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ جولائی ۱۹۹۸ء میں سٹینفورڈ یونیورسٹی (کیلی فورنیا) امریکہ میں سات روزہ ''اتحاد بین الادیان کانفرنس'' منعقد ہوئی تھی۔ جس میں دنیا بھر سے تقریب ۳۰۰ کے قریب خواتین و مرد شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کے روح رواں ولیم سوئنگ تھے جو کیلی فورنیا کے بشپ ہیں۔ بشپ کے بقول انھوں نے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو انھیں تلقین کر رہے تھے کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو قریب لاؤ تا کہ وہ مستقبل میں امن و آشتی اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرم عمل ہوں۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد' بشپ ولیم سوئنگ نے ۱۹۹۸ء میں اقوام متحدہ کی طرز پر ''ادیان متحدہ'' (یونائیٹڈ ریلیجنز) کے نام سے تحریک کا آغاز کیا جس کی پہلی کانفرنس اسی سال سان فرانسسکو میں منعقد ہوئی۔ اقوام متحدہ کا قیام بھی یہیں عمل میں آیا تھا۔ اتحادِ ادیان کی کانفرنس ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ بشپ ولیم سوئنگ چند سال پیشتر لاہور تشریف لائے تو ان کی ملاقات کئی مذہبی اور سیاسی رہنماؤں سے ہوئی۔ قادیانیت کے بعد اس دوسری خود کاشتہ تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے

دنیا کی مختلف شخصیات کام کر رہی ہیں۔ جن میں برطانیہ کے پرنس چارلس، ان کے والد ڈیوک آف ایڈنبرا، اردن کے پرنس حسن، انڈیا کے متنازعہ مصنف وحید الدین خان، آسٹریلیا کے بشپ، رومن کیتھولک سمیت امریکہ اور اسرائیل کے یہودیوں کی نمایاں شخصیات شامل ہیں۔ اس تحریک میں مختلف مذاہب اور ان کے فرقوں کو شامل کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بہائی، پارسی، سکھ، ہندو، قادیانی اور بدھ مت کے پیروکار بھی! یہ تحریک نیو ورلڈ آرڈر کا ایک حصہ ہے جس کا واحد مقصد اسلام کو روکنا ہے جو دیارِ مغرب میں ایک بہت بڑی قوت بن کر پھیل رہا ہے۔ پاکستان میں یہ باطل تحریک کامیاب بنانے کے لیے کئی ایک شخصیات کا انتخاب کیا گیا۔ جن میں جاوید غامدی سرفہرست ہیں۔ امریکی تھنک ٹینکس اور بشپ ولیم سوئنگ کی مشترکہ کوششوں کے نتیجہ میں چند سال قبل ''مسلم مسیحی ڈائیلاگ فورم'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی جس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ آئندہ قرآن مجید اور انجیل اکٹھی کتابی صورت میں شائع کی جائیں گی۔ ''تحریک وحدت ادیان'' کی سرگرمیاں اب بھی جاری وساری ہیں۔

حال ہی میں ڈاکٹر نعیم مشتاق کی کتاب ''اسلام، مسیحیت اور مکالمہ محبت'' شائع ہوئی ہے جو اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مصنف اکتوبر ۲۰۰۴ء اور جون ۲۰۰۵ء میں چرچ کی دعوت پر امریکہ جا چکے ہیں۔ جہاں انھوں نے کئی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کی۔ وہاں سے واپسی پر انھوں نے مذکورہ کتاب شائع کی جس سے قارئین کو یہ سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آئے گی کہ اس کتاب کے ڈانڈے کہاں جا ملتے ہیں؟ مصنف اپنے دل میں عیسائیت کے لیے بے پناہ نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ وہ عیسائیت پر ہونے والی تنقید کو برداشت نہیں کرتے۔ وہ اسے ایک سچا اور الہامی مذہب سمجھتے ہیں۔ پادریوں کے ''کردار'' اور ان کے ''کارناموں'' پر ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کرتے بلکہ آپے سے باہر ہو کر مخالف کو بے نقط سناتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ بھارت کے متنازعہ مصنف وحید الدین خاں اور جاوید غامدی کی تقلید کرتے ہوئے ہمیں قرآن وانجیل کی روشنی میں رواداری اور عدم برداشت کا درس دیتے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب میں یہاں تک جسارت کی ہے کہ عیسائیت پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے کہ ایسی خامیاں تو اسلام میں بھی ہیں۔ پھر عیسائیت پر تنقید کیسی؟ (نعوذ باللہ) ڈاکٹر نعیم مشتاق صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن اور انجیل میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی الہامی کتاب ہے جب کہ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چند حواریوں کی خود لکھی ہوئی کتاب ہے۔ قرآن مجید قیامت تک ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے جب کہ انجیل میں آئے دن ترمیم واضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دنیا بھر میں فروخت ہونے والے انجیل کے کئی نسخوں پر آج بھی Revised Edition لکھا ہوا ہوتا ہے۔ میں قارئین کی دلچسپی کے لیے یہاں بائیبل کے بے شمار ایسے فقرے درج کرنا چاہتا تھا جنھیں آپ کسی محفل میں سن سکتے ہیں، نہ پڑھ سکتے ہیں، لیکن صفحات کی کمی کے پیش نظر میں یہاں پر صرف چند فقروں کے حوالہ جات لکھنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ڈاکٹر نعیم صاحب ''مکالمہ محبت'' کے نام سے ان فقرات کو بآواز بلند کسی محفل میں سنا سکتے ہیں۔

(۱)　کتاب پیدائش باب ۹ فقرہ نمبر ۲۰ تا ۲۹ (حضرت نوح علیہ السلام کی توہین)

(۲)　کتاب پیدائش باب ۱۲ فقرہ نمبر ۱ تا ۵، ۱۱ (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توہین)

(۳)　کتاب پیدائش باب ۱۹ فقرہ نمبر ۳۰ تا ۳۸ (حضرت لوط علیہ السلام کی توہین)

(۴)　کتاب پیدائش باب ۲۹ فقرہ نمبر ۱۵ تا ۳۵ (حضرت یعقوب علیہ السلام کی توہین)

(۵)　سموئیل ۲ باب ۱۱ فقرہ نمبر ۱ تا ۲۷ (حضرت داؤد علیہ السلام کی توہین)

(۶)　غزل الغزلات باب ۷ فقرہ نمبر ۱ تا ۹ (حضرت سلیمان علیہ السلام کی توہین)

(۷)　سلاطین ۱ باب ۱ فقرہ نمبر ۴ (حضرت داؤد علیہ السلام کی توہین)

(۸)　سلاطین ۱ باب ۱۱ فقرہ نمبر ۱ تا ۸ (حضرت سلیمان علیہ السلام کی توہین)

بھارت کے وحیدالدین خاں اور پاکستان کے جاوید غامدی کی موجودگی میں ڈاکٹر نعیم مشتاق صاحب کے نئے اضافہ سے ہمیں کوئی پریشانی نہیں کیوں کہ خودساختہ دانشوروں کی ہزار ہا کوششوں کے باوجود امتِ مسلمہ نے حق کے ساتھ باطل کی آمیزش کو تاریخ کے کسی بھی دور میں کبھی برداشت نہیں کیا۔ حیرانگی اس بات پر ہے کہ جس ادارہ نے اس کتاب کو شائع کیا ہے، کیا اس کے منتظمین نے اس کتاب کو شائع کرنے سے پہلے پڑھا بھی تھا؟ اور اگر پڑھا تھا تو یقیناً وہ اس کے مندرجات سے متفق اور مخلص ہوں گے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کا ''مکالمہ محبت'' عیسائیت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ان مسالک کے ساتھ بھی ہوگا جنھیں وہ پون صدی تک تقریر و تحریر کے ذریعے نہ جانے کیا کیا زہرناک خطاب دیتے آرہے ہیں:

ع　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جملہ ماتحت مجالس احرار متوجہ ہوں

مارچ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں پہلی تحریک مقدس ختم نبوت برپا ہوئی جس میں تمام مکاتبِ فکر نے یک جان ہو کر احرار کی میزبانی میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ جماعت ہر سال مارچ کے شہداء کی یاد میں جگہ جگہ اجتماعات منعقد کرتی ہے۔ تاکہ یہ مسئلہ زندہ رہے۔ امسال جماعت کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ چیچہ وطنی ۲۱ر فروری ۲۰۰۸ء میں فیصلہ کیا ہے کہ مارچ اور اپریل میں مرکزی اور بڑے اجتماعات کے علاوہ مزید ممکن حد تک جگہ جگہ شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یاد میں اجتماعات/ اجلاس منعقد کیے جائیں۔ اجتماعاتِ نمازِ جمعتہ المبارک میں شہداء کے مشن کا تذکرہ عام کیا جائے اور قادیانی ریشہ دوانیوں سے عوام و خواص کو آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ تمام مجالس احرارِ اسلام ہر ممکن حد تک اس کا اہتمام فرمائیں۔ اور کوشش کریں کہ تمام مکاتبِ فکر کے حضرات کو ایسے اجتماعات میں مدعو اور شامل کیا جائے۔ اور دیگر حضرات اور جماعتوں کو اس کی ترغیب بھی دی جائے۔ امید ہے کہ تمام ماتحت مجالس اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرمائیں گے۔

مجلس احرارِ اسلام کی نومنتخب مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۷ر اپریل بروز پیر دفتر احرار لاہور میں منعقد ہوگا۔

(نوٹ) ایسے اجتماعات کی کارروائی اخبارات کو جاری کرنے کا اہتمام کیا جائے اور ایک کاپی ''نقیب ختم نبوت'' کو براہِ راست ارسال کی جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

الداعی
پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان
۲۶ر فروری ۲۰۰۸ء

پہلی قسط

قادیانیوں کا صد سالہ جشن......حقیقت کے آئینے میں

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

مئی ۱۹۰۸ء میں قادیانی گروہ کا سربراہ مرزا قادیانی لاہور شہر میں جہنم واصل ہوا۔اس حوالے سے قادیانی ۲۰۰۸ء میں جشنِ صد سالہ منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ وہ اس سال کو اپنی صد سالہ کارگزاری فکر وفریب کو دنیائے اسلام کے سامنے اس طرح پیش کرنے کے منصوبے اور پروگرام وضع کرنے میں مصروف ہیں کہ جیسے اس ایک صدی میں انھوں نے اسلام اور اہل اسلام کی گراں قدر خدمات سرانجام دی ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں اُن کے سامنے بڑا وسیع پروگرام ہوگا۔ اس سال کو قادیانیت کی نشر واشاعت اور اپنی دیرینہ روایات کے مطابق مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرکے دنیا بھر کے ممالک کے عوام خصوصاً مسلمانوں کو کفر کی گود میں دھکیل کر اپنے خلاف اسلام منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے تاکہ ان کے ان سیاہ کارناموں کے طفیل دنیا کی عیسائی اور یہودی قوتیں ان پر مزید مہربانی اور امداد کے دروازے کھول دیں اور وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر خلافِ اسلام کارروائیوں کے ذریعے اہل اسلام کو مزید نقصان پہنچا سکیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ جن مکروہ مقاصد کی خاطر اس فرقۂ ضالہ کی بنیاد انگریزی سامراج نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے رکھی تھی اور جس کی آبیاری یہودیوں نے ایک خطیر رقم خرچ کر کے کی وہ مقاصد ابھی پوری طرح حاصل نہیں ہوئے۔ان کو تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کے لیے اندرونِ پاکستان اور بیرونِ پاکستان دنیا کی عیسائی اور یہودی قوتوں کو ابھی قادیانیوں کے گھناؤنے، وحشی اور تاریک کردار کی اشد ضرورت ہے۔

بین الاقوامی سطح پر مسلم ممالک کی اس وقت جو صورت حال ہے وہ ایک الگ موضوع ہے جو اہل فکر ودانش کی نظر سے اوجھل نہیں۔اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کی سیاسی طور پر مضبوط و مستحکم ریاستیں دنیائے اسلام کے لیے کیا ارادے رکھتی ہیں۔اس سے بھی زیادہ خطرناک بات جو اس وقت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ توجہ کی متقاضی ہے وہ پاکستان کی سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالت ہے جسے کسی بھی پہلو سے تسلی بخش نہیں کہا جاسکتا۔ ہر محبّ وطن شہری ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہے جو الفاظ کے ذریعے بیان نہیں کی جاسکتی۔ پاکستان کے شہریوں کی اکثریت انتہائی پریشان کن، مہلک اور مشکل زندگی بسر کر رہی ہے۔گھریلو پریشانیوں نے انھیں نڈھال کر کے رکھ دیا ہے پھر اس پر ملک کے ناگفتہ بہ حالات ان کی مزید پریشانی کا باعث ہیں۔اندرون ملک صورت حال اس قدر بگڑ چکی ہے کہ نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ کسی کا مال حتیٰ کہ ایمان تک محفوظ نہیں ہے جس کی اہمیت جان اور مال سے زیادہ ہے۔ایسے حالات میں قادیانیوں کا یہ

''جشن صد سالہ'' پاکستان اور دنیائے اسلام میں نہ جانے کیا گل کھلائے گا؟ اس کے تصور سے ہی ہر صحیح العقیدہ اور ذی شعور پاکستانی کانپ اٹھتا ہے۔

ذیل کے مضمون میں اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ قادیانیت کے اصل خدوخال اس کے مقاصد سے پاکستان کے مسلمانوں اور دیگر مسلم ممالک کے اندر مسلمان آبادی کو متعارف کرایا جائے اور ان قادیانیوں کے جشن صد سالہ کے ڈھول کا پول کھول کر اس فرقے کا اصل چہرہ سامنے لایا جائے۔ اور مسلمانانِ عالم کو قادیانیوں کی ان کارستانیوں کے بارے میں بتایا جائے جو وہ اس ایک سو سال کے دوران یہودیوں اور عیسائیوں کی خوشنودی کی خاطر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کرتے چلے آئے ہیں۔ اسلام کے نام پر اسلام ہی کے خلاف یہ خطرناک تنظیم کیا کچھ کرتی رہی ہے اور اس تنظیم کے کیا ارادے ہیں۔ اس سلسلے میں امریکہ کے ان ارادوں کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے جو اس وقت پاکستان اور مسلم ممالک کے حالات سے بخوبی واضح ہوتے ہیں۔ عراق آگ میں جل رہا ہے۔ افغانستان کے اندر امریکہ نواز ''نیٹو'' کی فوجیں مسلمانوں کا قتل عام کر رہی ہیں۔ فلسطین کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی امریکہ کی مسلم دشمنی کا بیّن ثبوت ہے۔ کشمیر کا مسئلہ ہمارے فرد ِ واحد حکمران کی مہربانیوں سے سرد خانے کی نذر ہو چکا ہے۔ ہماری شمال مغربی سرحدوں پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اتنا خطرناک ہے کہ سوچتے ہیں تو بے اختیار آہ نکلتی ہے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر مشکل وقت میں ہمارا بازوئے شمشیر زن تھے، آج ہماری فوجوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ دونوں طرف سے ہمارے ہی آدمی جاں بحق ہو رہے ہیں۔ اس پر ستم یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری اس پر بھی خوش نہیں اور چاہتے ہیں کہ قادیانی جشن صد سالہ منا کر مسلمانوں اور دنیائے اسلام کے لیے مزید مشکلات پیدا کر کے انھیں نقصان پہنچائیں۔ اس کے لیے قادیانیوں کو امریکہ اور یہودیوں کی طرف سے ایک خطیر رقم بھی دیرینہ روایات کے مطابق مل جائے گی جس رقم کے ذریعے وہ مسلمانوں کو کافر بنانے، مسلمانوں کو مسلمانو ں سے لڑانے اور ملتِ اسلامیہ کے باقی ماندہ اتحاد کو پارہ پارہ کرنے پر خرچ کریں گے اور یہی وہ کام ہے جو قادیانی پچھلی ایک صدی کے دوران کرتے رہے ہیں۔ جسے ہم ذیلی عنوانات کے تحت نذرِ قارئین کرتے ہیں،

(۱) قادیانیت سامراجی ضرورت:

قادیانیت پر کچھ بھی تحریر کرنے یا پھر پڑھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قادیانیت ایک اہم سیاسی طاقت ہے جسے خود برطانوی سامراج نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے پروان چڑھایا، اب اسے اسرائیل اور امریکہ اِنھی مقاصد کے لیے استعمال میں ہو رہا ہے جو مقاصد برطانوی سامراج کے پیش نظر تھے۔ مذہب کے روپ میں یہ سیاسی طائفہ برطانوی، یہودیوں اور امریکی قوتوں کا آلۂ کار بن کر ایک صدی سے ملتِ اسلامیہ کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔

مرزا غلام احمد اور اس کی قادیانی جماعت کا سارا کام ایک سیاسی کام ہے جس کا احیائے اسلام کے ساتھ نہ تو کبھی واسطہ رہا ہے اور نہ ہی کسی زاویے سے اس کا دین اسلام کے ساتھ کوئی سروکار ہے۔ برطانیہ جو ملتِ اسلامیہ کی یکجہتی، جمال الدین افغانیؒ اور علامہ اقبالؒ کی تحریک ''اتحاد بین المسلمین'' (پین اسلام ازم) کو اپنے لیے انتہائی خطرناک تصور کرتا تھا۔ اور اب بھی کرتا ہے۔ اسی تحریک کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد، جس سے وہ خائف تھا اور اب اسرائیل

اورامریکہ دونوں خائف ہیں، اس تحریکِ ملّی اور جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لیے سیاسی بساط پر مذہبی لبادے میں قادیانیت کو ایک سیاسی مہرے کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے اور اب بھی یہ تینوں طاقتیں جو کہ اسلام دشمنی میں اپنی مثال نہیں رکھتیں، قادیانیوں کو استعمال کرنے میں پیش پیش ہیں۔ یہ صد سالہ جشن جو قادیانیوں کی طرف سے منایا جارہا ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

مرزا غلام احمد کا ہر دعویٰ خواہ وہ مجددیت کا ہو یا پھر مسیحیّت، نبوت یا رسالت کا ہو، کے پیچھے محض سیاسی مقاصد کی کارفرمائی ہے اور مذہب کے ساتھ اس کا کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔ قادیانیت کی یہ مکروہ تحریک مذہب کے نام پر مذموم سیاسی مقاصد کے لیے ہمیشہ برطانوی، اسرائیلی اور امریکی اشاروں کے تحت ملت اسلامیہ کے خلاف استعمال ہوتی رہی ہے اور اس وقت بھی ہورہی ہے اور جب تک برطانوی، اسرائیلی اور امریکی استعمار دنیا کے اندر اپنی انفرادیت کو قائم رکھ سکا قادیانیت ان کے اشاروں پر یونہی ناچتی رہے گی۔ جس طرح آج ناچ رہی ہے یا گزشتہ ایک صدی سے ناچتی آرہی ہے۔ جس بات کا یہ صد سالہ جشن قادیانیوں کی طرف سے آج منایا جارہا ہے یہ اسی ناچ کی ہی داستان ہے۔ لہٰذا قادیانیت کے موضوع پر مطالعہ کرنے والے حضرات کو کبھی بھی اپنے ذہن کے کسی گوشے میں یہ خیال نہیں رکھنا چاہیے کہ قادیانیت ایک مذہب ہے، بلکہ یہ مذہب کے نام پر ایک سیاسی طاقت ہے جو سامراجی قوتوں کی پیدا کردہ ہے اور اسلام اور اہل اسلام کے خلاف گزشتہ ایک صدی سے برسرِ پیکار ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اسی مؤقف کو ذیلی عنوانات کے تحت پیش کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) قادیانیت اور عقیدۂ ختم نبوت (دین سے بغاوت):

اگرچہ قادیانیت انگریزوں کی ایک سیاسی ضرورت تھی اور اب بھی ہے، جس کو سیاست کے محاذ پر بڑی چابکدستی سے استعمال کیا گیا۔ تاہم اس کا مذہبی پہلو بھی اپنی تمام تر جعل سازی کے باوجود مسلمانوں کی گمراہی کے لیے ایک خطرناک چال ہے جس نے مجلس احرار اسلام کو بڑی شدت کے ساتھ قادیانیت کے خلاف اسلامی عقائد کے محاسبے کے لیے مجبور کردیا۔ مجلس احرار اسلام نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں اسی نوعیت کا ملی فریضہ سرانجام دیا ہے جو دین الٰہی کے خلاف اس وقت کے معروف اور مقتدر دینی شخصیت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے سرانجام دیا تھا۔ اکبر کے دین الٰہی جو سرزمین پاک و ہند پر مسلمانوں کے ملّی تشخص کو تباہ و برباد کرنے کی پہلی سازش تھی، میں بھی یہی صورت حال تھی۔ دراصل ابوالفضل اور فیضی دونوں مل کر اکبر اعظم کے ایماء پر ملک کے اندر ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی عقیدت و محبت کا مرکز و محور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس نہ رہے۔ جس کے بعد مسلمانوں کو لادینیت کی جانب دھکیلنا یا پھر انھیں گمراہ کرنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ اگر انسان کی نجات کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی پر ایمان لانا ضروری نہیں رہتا جو دین الٰہی کا ایک بنیادی عقیدہ قرار دیا گیا تھا تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور مقام کی جو حیثیت و اہمیت مسلمانوں کے دل میں موجود ہے وہ باقی نہیں رہتی اور یہی صورت اس وقت بھی پیدا ہوئی ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے شخص کو نبی تسلیم کرلیا جائے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتے اور دین اسلام میں ترمیم و اضافہ ممکن ہے تو پھر مسلمانوں کی نہ وہ مرکزیت رہتی ہے اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام و مرتبہ قائم رہتا ہے جسے ہر حال میں قائم رکھنا دین اسلام کا بنیادی تقاضا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اب توحید الٰہی پر بھی ایمان لانے سے پہلے رسالت محمدی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے ان کی توحید بھی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح ایمان لانا دین اسلام میں شامل ہونے کے لیے ضروری ہے۔ اس سے زیادہ ضروری آپ کو خاتم النبییّن تسلیم کرنا ہے، جو آپ کے مقام و مرتبہ کی نشان دہی کرتا ہے اس کو واضح کرنے کے لیے بطور مثال یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم کرتا ہوں کہ وہ ہستی خالق کُل کائنات ہے اور زندگی و موت اسی کے ہاتھ میں ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک تسلیم نہیں کرتا تو ظاہر ہے ایسا شخص سرے سے مسلمان ہی نہیں رہتا خواہ وہ مسلمانوں کے تمام شعائر کو اپنی عملی زندگی میں اختیار بھی کرلے۔ اگر یہی شخص یہ کہہ دے میں اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرتا ہوں اس کے باوجود مجھے مسلمان' مسلمان نہیں مانتے تو اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ویسے تسلیم کرو جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہیں بالکل اسی طرح ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تو تسلیم کرتا ہے لیکن آپ کی ذاتِ اقدس کو خاتم النبییّن تسلیم نہیں کرتا اور آپ کے بعد کسی دوسرے کو کسی بھی حیثیت میں نبی مان لیتا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ایسا شخص اس طرح ایمان نہیں رکھتا، آپ کی تعلیمات کے مطابق آپ پر ایمان نہیں لانا چاہیے تھا۔ کیونکہ ختم نبوت کے عقیدے پر ایمان لائے بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ متعیّن ہی نہیں ہوتا اور جب تک آپ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم نہ کیا جائے۔ آپ کے کلام و پیغامِ نبوت کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مسیلمہ کذاب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرتا تھا، اس کے باوجود اس کے خلاف فوج کشی ہوئی تو محض اس لیے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا انکاری تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ آپ بھی نبی ہیں اور میں بھی نبی ہوں۔ قادیانیوں کا بھی یہی معاملہ ہے یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کرنے کے بعد آپ کے خاتم النبییّن ہونے کو تسلیم نہیں کرتے اور آپ کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی قارئین کرام کے پیش نظر رہنی چاہیے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کے بعد کسی کو نبی نہیں تسلیم کرتے، حالانکہ ان کی اپنی جماعت میں سے کئی لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح ہم مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم گردانتے ہیں، اسی طرح قادیانی مرزا غلام احمد پر سلسلۂ نبوت کو ختم کرتے ہیں یعنی قادیانیوں کے ہاں مرزا غلام احمد آخری نبی ہے جو صریحاً اسلام اور اہل اسلام کے خلاف بغاوت ہے اور دین اسلام کے خلاف ویسی ہی سازش ہے جس طرح اکبر کا ''دین الٰہی'' ایک سازش تھی۔ ہندوستان کی سرزمین پر ایسی ہی ایک اور سازش ''تحریک بھگتی'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس تحریک میں بھی اللہ تعالیٰ کی پرستش پر تو زور دیا گیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت یا پھر ان کی ختم نبوت کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ ان سب سازشوں کا مقصد اولیٰ مسلمانوں کی ملی شناخت کو مجروح کرنا اور مسلمانوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و ایمان کا دامن چھڑانا ہے۔ جس کے بعد سرے سے کوئی شخص مسلمان ہی نہیں رہتا۔ علامہ اقبالؒ نے اسلام کے بنیادی عقیدے کو اس طرح بیان کیا ہے۔:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدتِ الوہیت پر ایمان اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے

درمیان وجہِ امتیاز ہے اور اس کے امر کے لیے فیصلہ کن ہے۔ فرد یا گروہ ملتِ اسلام میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً ''برہمو'' خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انھیں ملتِ اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حدِ فاصل کو عبور کرنے کی ہمت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں'' (یہ علامہ اقبالؒ کے اس خط سے اقتباس ہے جو ۱۰ رجون ۱۹۳۵ء کے روزنامہ ''اسٹیٹمین'' کے شمارے میں اشاعت پذیر ہوا)۔

اسی طرح آپ نے اشعار میں بھی ختم نبوت کی اہمیت کو اس طرح واضح کیا۔ ؎

لا نبی بعدی ز احسانِ خدا است　　　پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

قوم را سرمایۂ قوت از او　　　حفظِ سرِّ وحدت از اُو

دل ز غیر اللہ مسلماں می کَند　　　نعرۂ اُو قوم بعدی می زند

ختم نبوت کے بغیر رسالت کا عقیدہ مکمل نہیں ہوتا۔ یہ رسالت کا ہی معجزہ ہے کہ بے شمار نسلوں اور بے شمار ثقافتوں کے لوگ ایک مرکز پر آ کر ہم نوا اور ہم مدعا ہو جاتے ہیں۔ کثرت ایک نقطۂ وحدت میں گُم ہو کر سرخرو ہوتی ہے اور یہی وہ وحدت ہے جو ہمارے دل دماغ میں رچ بس گئی ہے اور ہم زندۂ جاوید ہو گئے ہیں۔ اب افراد آتے جاتے رہیں گے۔ زمانہ اپنے تغیرات کے ساتھ رواں دواں رہے گا۔ لیکن ملتِ اسلامیہ ان حالات سے بے نیاز ہو کر محض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بل بوتے پر ہمیشہ قائم ودائم رہے گی۔ یہ سب کچھ اس لیے ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہو گیا ہے۔ جیسے آپ خاتم النبیّن ہیں ویسے آپ کی امت خاتم الامم ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے علاوہ جتنی بھی دنیا کے اندر دوسری اقوام ہیں یا آئندہ چل کر قائم ہوں گی۔ وہ سراسر آئینِ فطرت کے خلاف ہوں گی۔ یہ اس لیے کہ یا تو وہ نسل کی بنیاد پر قائم ہوں گی یا وطن کی بنیاد پر لیکن یہ سب بنیادیں ملتِ اسلامیہ کی بنیاد کے سامنے اس قدر کمزور اور بے جان ہیں کہ ان کا ہمیشہ کے لیے برقرار رہنا ایک ناممکن سی بات ہے۔ حق کے مقابلے میں باطل کی عمر ہمیشہ کم رہی ہے۔ اب کوئی نیا نبی یا نئی قوم اسلامی تعلیمات سے بڑھ کر اپنے اندر وسعت، گہرائی یا کشش پیدا نہیں کر سکتی۔ بلکہ نئی قوم، نئے مذہب سے انسان کے اندر مزید تفرقہ وتفریق پیدا ہو گی۔ یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پوری انسانیت کے لیے سراپا رحمت ہے کہ جس کے دم سے نہ صرف ملتِ اسلامیہ بلکہ ایک طرح سے پوری انسانیت قیامت تک کے لیے مختلف طبقوں اور فرقوں میں بٹنے سے محفوظ و مامون

ہوگئی ہے۔ یہی بات آپ کے رحمت اللعالمین کی شان کو اجاگر کرتی ہے۔ گویا آپ کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے رحمت اللعالمین ہونے کی صفت قائم ہے بقول علامہ اقبالؒ ؎

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد　　بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایّام را　　اُو رُسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گزاشت　　داد ما را آخری جامہ کہ داشت

دین اسلام کے اس بنیادی عقیدے پر قادیانی جماعت ایک کاری ضرب لگانا چاہتی تھی۔ اکابر احرار (اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو اپنے نور سے منور کرے) جو دین کی روح اور اسلام کے مزاج سے پوری طرح واقف تھے قادیانی تحریک کے خلاف سینہ سپر ہوگئے۔ ایک طویل جدوجہد کے بعد قادیانی جماعت کو ان کے صحیح سیاسی و مذہبی مقام پر لا کھڑا کیا کہ اب دنیا بھر میں انھیں اسلام کے نمائندے کی بجائے ایک استعماری قوت کے طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ جو صریحاً اسلام کے خلاف بغاوت کا نشان بن کے رہ گئی ہے۔ خود معاشرے کے اندر قادیانیوں کا مقام کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی ایک گالی بن گئے ہیں جسے کوئی شریف انسان برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔

چنانچہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اسلام کے خلاف یہ بغاوت پچھلی ایک صدی سے اپنا کاروبار چلاتی چلی آرہی ہے، جس کا مقصد صرف ایک ہے کہ مسلمانوں کو جنت کے مقدر سے نکال کر جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا جائے۔ پچھلی ایک صدی سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمانوں کو قادیانی بنا کر انھیں جہنم کا ایندھن بنانے پر جشن صد سالہ منانے کا کیا جواز باقی رہتا ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ قادیانیوں کو اس جسارت پر یہی کہا جاسکتا ہے:

ہے کیا کہ کس کے باندھئے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں تیری کمر کو میں

(جاری ہے)

موجودہ بحران میں قادیانیوں کا کردار

محمد عابد مسعود

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۳۰ رجنوری ۲۰۰۸ء روزنامہ ''جنگ'' لاہور اور روزنامہ ''اسلام'' کراچی نے وطن عزیز کو درپیش ''موجودہ بحران ۔ اسباب اور علاج'' کے عنوان سے مختلف مکاتبِ فکر کے ممتاز علماء کرام کا مشترکہ مؤقف شائع کیا۔ اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ وطن عزیز اپنی ساٹھ سالہ زندگی کے خطرناک ترین بحران کا شکار ہے جس نے اس دیس کے وجود اور بقاء پر کئی سوالیہ نشان لگا دیئے ہیں۔ عالمی استعماری طاقتوں کے جال میں ہمارے کارپردازان بری طرح الجھ چکے ہیں اور صورت حال بقول غالبؔ ''میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے'' ہم تو کمبل سے جان چھڑانا چاہتے ہیں مگر کمبل اور اُس کو اوڑھنے والے خود ساختہ خیر خواہ بلکہ بزور بازو اس ڈوبی نیّا کے کھویّا اس کمبل نما ریچھ کی ہم سے دوری پر تیار نہیں اور بار بار قوم کو دن میں ڈراؤنے خواب دکھائے جا رہے ہیں۔ مثلاً اگر تم اس کمبل سے علیحدہ ہو گئے تو تمہاری نیوکلیئر پاور دوسرے ریچھ چھین کر لے جائیں گے۔ اگر قوم نے اس کمبل سے جان چھڑوانے کی کوشش ترک نہ کی تو باہر کھڑے کئی ریچھ رنگ میں اتر آئیں گے۔ اور ہمیں شاید پتھر کے دور میں جانا پڑے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو نہ پتھر کے دور کے انسانوں کو اپنے حقوق حاصل تھے اور نہ آج کے پاکستانی اس قابل ہیں کہ انھیں یورپ میں بسنے والے انسانوں کے برابر حقوق دیئے جاسکیں۔ ہمارے ''ناخدا'' نے اس مسئلے پر ابھی حال ہی میں اہل یورپ سے ایک دھواں دار تقریری جنگ لڑی ہے کہ مغرب کے انسانوں نے اپنے لیے جو معیارات مقرر کیے ہیں پاکستانی قوم کو اگر ان سے متمتع ہونے کا موقع فراہم کر دیا گیا تو مغرب ہاتھ لگا لگا کر دیکھے گا وغیرہ وغیرہ......

ایسے ہی کچھ ارشادات گرامی قدر صدر محترم کے پاکستانی میڈیا کے ذریعے ہماری سمجھ میں آسکے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں محترم جس قوم کے صدر ہیں وہ قوم انسانوں کی قبیل سے نہیں۔ یہ تمام دُرافشانی جناب صدر نے ایک ایسے دورے پر فرمائی ہے جس میں فرانس کے علاوہ تمام یورپ میں وہ بن بلائے مہمان تھے۔ تیس سرکردہ علماء کرام نے بروقت اور بجا طور پر درست باتیں ارشاد فرمائیں ہیں اور مسائل کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کر دی ہے۔ ہمیں علماء حق کے جرأت مندانہ تجزیے اور ان ارشادات کی صحت پر کلام کی مجال نہیں، بس اتنا عرض کریں گے کہ جو اسباب انھوں نے بیان فرمائے ہیں اُن میں سے بنیادی علت کی طرف حضرات علماء کرام کی شاید نظر نہیں گئی۔ ہماری مراد فتنۂ قادیانیت ہے۔ قادیانیت کے مردہ گھوڑے میں حالیہ دورِ حکومت میں جو جان سی ڈالی گئی ہے اُس نے اہلِ فکر و دانش کو حیران و ششدر کر دیا ہے۔ ہمیں لگ رہا ہے کہ بھٹو مرحوم نے اپنے آخری دنوں میں کرنل رفیع کے سامنے اس فتنے سے متعلق جس خدشے کا اظہار کیا تھا لگتا ہے

قادیانیت نے اُس منزل کو پالیا ہے۔ اس گمراہ گروہ کو شاید پاکستان میں وہ حیثیت حاصل ہو چکی ہے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔ ہماری ہر پالیسی اور فیصلہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی منشاء کے مطابق ہو رہا ہے۔

مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبال مرحوم نے اس فتنے کے بارے میں جس نصیحت کا بیان پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں کیا تھا۔ ہمارے پالیسی ساز اداروں اور افراد نے اقبال کی اس نصیحت کو شاید ردّی کی ٹوکری کی نظر کر دیا ہے۔ علامہ نے فرمایا تھا: ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں'' اقتدار کی سیڑھیاں چڑھنے والوں کو چاہے وہ علماء ہوں یا نرے سیاست دان قادیانی اسٹیبلشمنٹ سے No Objection Certificate حاصل کرنا پڑتا ہے، کئی پاپڑ بیلنا پڑتے ہیں، کبھی اپنا دل قادیانی معالجین کے ہاتھ میں دینا پڑتا ہے تو کبھی نامور صوفیا کو قادیانی شفا خانوں کے طواف کرائے جاتے ہیں کہ شاید اس طرح انھیں قادیانی بدبودار اور جوہڑ سے آب حیات کی چند بوندیں میسر آجائیں اور اس فتنے کے نمائندے کبھی طارق عزیز کے نام سے مشہور ہوئے، کبھی پاکستانی معیشت کا ست (essence) نچوڑ کر لے جانے والے شوکت عزیز کے نام سے تو کبھی ڈاکٹر مبشر قادیانی نے ہسپتال اور اپنی دات کو دو خلیجوں کے درمیان پُل بنا دیا۔

آج کل میاں برادران کا لیلائے اقتدار سے ملاپ کروانے کے لیے بریگیڈیئر نیاز کا نام سامنے آرہا ہے جو لوگ بریگیڈیئر نیاز کو جانتے ہیں اُن کے لیے نام ہی کافی ہے اور جو اس شخصیت اور اُس کی کرشماتی طاقتوں سے واقف نہیں اُن کی خدمت میں صرف یہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ منگل ۱۲ رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ، ۲۲ رجنوری ۲۰۰۸ء کا ''ایکسپریس'' لے کر اس میں برادرم جاوید چودھری حفظہ اللہ تعالیٰ کا کالم پڑھ لیں۔ اہل علم تو اہل تقویٰ ہوتے ہیں۔ اہلِ تقویٰ کی فراست سے خبردار رہنے کا حکم تو جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث پاک میں دیا ہے۔ حیرت ہے حضرات علماء کرام کی نظر سے ختم نبوت کے غدار اور اس ملک کے ازلی دشمن قادیانی اور اُن کی سرگرمیاں اور موجودہ بحران میں اُن کا درپردہ کردار کس طرح اوجھل رہ گیا۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اہل علم اس فتنے اور اس کی حالیہ ریشہ دوانیوں کے حوالے سے قوم کو اپنے منصب کے تقاضے کے مطابق ضرور باخبر کریں گے۔

اس موقع پر تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور سرگرم شخصیات سے ہاتھ جوڑ کر گزارش ہے کہ وہ لاہوری و قادیانی مرزائیوں کی ملکی و بین الاقوامی سطح پر جاری ارتدادی سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کریں اور سیاست و صحافت اور معیشت و معاشرت میں کس طرح قادیانی سرگرمیاں دن بہ دن تیزی کے ساتھ اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہی ہیں نیز ایک عام آدمی سے لے کر پڑھے لکھے نوجوانوں تک کو وہ کس ڈھنگ اور کس ڈھب سے اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور اپ ڈیٹ انفارمیشن کے اس دور میں کیسے مرتد بنا لیتی ہیں؟ اس کا ذکر ٹھنڈے دل سے جائزہ لے کر اپنے حصار سے ذرا باہر نکل کر سوچنا پڑے گا۔ یقین فرمایئے اس کے بغیر تحفظ ختم نبوت کا روایتی کام دشمن کی چالوں اور سازشوں کو سمجھنے سے قاصر رہے گا اور آنے والی نسلوں کو علماء حق، مجاہدین ختم نبوت اور اکابر احرار کی امانت ہرگز منتقل نہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ جناب نبی کریم کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختم نبوت کے حقیقی تقاضوں کا ہم سب کو ادراک عطا فرمائیں اور ہم سب عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس کام کو نبھانے والے بن جائیں۔ (آمین یارب العالمین)

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

☆مشرف کو جانا ہوگا، جج بحال، غیر آئینی ترامیم ختم کریں گے۔(نواز شریف)

صرف نغمے ہی نہیں لے بھی بدلنی ہو گی
باغبانوں نے سنا ہے چمن بیچ دیا

☆لال مسجد نے مشکل میں ڈال دیا۔(شیخ رشید)

شیخ یہ کہتا گیا ، پیتا گیا ہے بہت ہی بدمزہ ، اچھی نہیں

☆لاقانونیت اور مہنگائی سے تنگ عوام نے نئے مستقبل کی امید میں ووٹ ڈالے۔(نیویارک ٹائمز)

دولت کے محافظ سانپوں کو بانبی میں نہ چھوڑا جائے گا　　مزدور دریچے کھولیں گے، مُردوں کو جھنجھوڑا جائے گا

☆پارٹی ارکان سبق سیکھیں، ایوانِ صدر سے خود کو دور رکھیں۔(اکرم ذکی، سینئر نائب صدر، ق لیگ)

وہ تجھے بھول گئے ، تجھ پہ لازم ہے امیرؔ　　خاک ڈال ، آگ لگا، نام نہ لے ، یاد نہ کر

☆ق لیگ کے لوگ اپنی اصل جماعت میں لوٹنا چاہیں تو خوش آمدید کہیں گے۔(نواز شریف)

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں　　بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے
لوٹوں کا مگر طرزِ خطابت ہے نرالا　　چپ چاپ بکا کرتے ہیں بولا نہیں کرتے

☆افتخار محمد چودھری تیسرے درجے کا انسان ہے، زمین کا گند ہے۔(پرویز مشرف)

صدر پرویز مشرف کے بیان پر تبصرہ کرنا میری شان اور عہدے کے منافی ہے۔(جسٹس افتخار محمد)

☆بلوچستان، عدلیہ اور لال مسجد کے بحران ہماری غلطیاں ہیں۔(چودھری شجاعت)

سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا!

☆ق لیگ سے وابستہ پولیس و سول افسر پریشان!(ایک خبر)

چڑھتے ہوئے سورج کے پرستار سے پوچھو　　کیا تم نے کبھی شام کا منظر نہیں دیکھا؟

☆زرداری کے بات نہ کرنے سے ہماری جان چھوٹ گئی، اپوزیشن میں بیٹھیں گے۔(چودھری شجاعت)

''ہتھ نہ پہنچے، تھُو کوڑی''

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

تبصرہ: صبیح ہمدانی

● کتاب: رحمتِ کائنات　　　　مؤلف: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمتہ اللہ علیہ

ناشر: دارالارشاد، خانقاہ مدنی، مدینہ مسجد اٹک شہر

مسئلہ حیات بعدالموت ہمارے دور کے معرکہ آراء مسائل میں سے ایک ہے۔ ہمارے خیال میں یہاں خلط مبحث کی شعوری یا غیر شعوری کوشش کی گئی ہے اور ایک رائے کی بدفکری اور سنگینی پر یہ کہہ کر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی کہ جی اختلاف تو خیر القرون سے منقول ہے۔ حالانکہ یہاں بنیادی طور پر دو مسئلے ہیں۔ اوّل: حیات الانبیاء (صلوٰۃ اللہ علیہم) اور دوسرا حیات بعدالموت مطلق انسانوں کے معاملے میں۔ ہمارے علم اور تحقیق کے مطابق پہلے مسئلے میں خیر القرون تو کیا بعد کی کئی صدیوں میں بھی کوئی دوسری رائے نہیں ملتی۔ اب ہمارے ہاں یہ ہوا کہ عام انسانوں کی برزخی زندگی کے احوال (سماع، سوال، عذاب و تنعیم وغیرہ) کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام علیہم الرحمتہ کے مختلف توضیحی وتشریحی اقوال کو سامنے رکھ کر پہلے مسئلے کے لیے من پسند اور من مانی توجیہات کی گئیں اور نتیجے میں ایک ایسا نقطۂ نظر سامنے آیا جو نہ تو حضرات صحابہ کرام میں سے کسی سے منقول ہے نہ تابعین سے اور نہ تبع تابعین سے۔ پھر لطف بالائے لطف (یا ستم بالائے ستم) یہ ہوا کہ اس خودساختہ مذہب اور نظریے کو علماء دیوبند کے سر مڑھنے کی کوشش کی گئی۔ یہ منطق بھی عجیب ہی رہی کہ جب آپ چودہ سو سال کے بھرپور اور متفقہ عقیدے اور نظریے کو جھٹلا سکتے ہیں تو پھر اسے ماضی قریب کے علماء کی طرف منسوب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بادی النظر میں تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ:

سارا جھگڑا معاشیات کا ہے
کون عاشق خدا کی ذات کا ہے

ویسے نیتوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے وہی اس کو بہتر جانتے ہیں اور کسی کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے۔

دارالعلوم کے عظیم فضلا اور اکابر نے ہمیشہ اس خودساختہ مذہب کے ساتھ اپنے تعلق سے انکار کیا ہے۔ حتیٰ کہ مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمتہ اللہ علیہ نے تو باقاعدہ طور پر ایک دستاویز کی صورت میں دستخط سے مزّین کر کے اپنا مذہب تحریر فرمایا ہے۔

زیرتبصرہ کتاب دراصل اسی موضوع بلکہ اِن تینوں موضوعات (حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء اور حیات بعدالموت اور اس کے برزخی احوال اور دیوبندی فکر اور نقطۂ نظر سے اس نظریے کا انتساب) پر سیر حاصل بحث پر مشتمل ہے۔

انسانی اور آسمانی نظامِ حیات، حیاتِ اخروی قرآن وحدیث کی روشنی میں، موت کی حقیقت، میت کا ادراک

وشعور، حیات الانبیاء علیہم السلام، عقیدہ حیات الانبیا قرآن حکیم میں۔ امام ابن تیمیہ کا مسلک، اکابر علماء دیوبند کا معمول، علمائے دیوبند اور احترام مدینہ۔ اس کتاب کے مشمولات کی ایک نہایت مختصر فہرست ہے جو اس کی جامعیت، صالحیت اور علوّ مرتبہ کی طرف واضح طور پر رہ نمائی کر رہی ہے۔

نیز اس کتاب کو تالیف فرمایا ہے حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مرحوم نے۔ آپ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے عشاق اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے اجل خلفاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند میں حدیث پڑھی اور اس کے بعد اپنے علاقے اٹک میں خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ آپ کا زہد اور تقویٰ پورے پاکستان میں مشہور تھا۔ آپ کی یہ کتاب بھی عجیب وغریب خصوصیات کی حامل ہے۔ اکابر اہل اللہ اور علماء نے اس کو ہمیشہ قبولیت اور تحسین سے نوازا۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حق کے طالب کو اس کتاب سے محرومی نہ ہوگی نیز حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی مرحوم اس کتاب کو اپنے سرہانے رکھا کرتے تھے اور فرصت کے اوقات میں اس کا مطالعہ بھی فرماتے۔ خود صاحب کتاب کا مکاشفہ یہ ہے کہ اس کتاب کو بارگاہِ رسالت پناہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی باریابی کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ فیا للفخر والعلاء۔ نیز یہ کہ یہ اس کتاب کا تیرھواں ایڈیشن ہے، جسے حضرت کے فرزند و جانشین حضرت قاضی محمد ارشد الحسینی دامت برکاتہم نے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو مزید قبولیت عطاء فرمائے اور ذریعۂ ہدایت بنائے۔

- کتاب: دینی مدارس اور عصرِ حاضر	مرتب: شبیر احمد خان میواتی

ناشر: الشریعہ اکادمی، گوجرانوالہ	واحد تقسیم کار: دارالکتاب غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

ضخامت: ۲۳۲ صفحات	قیمت: ۱۸۰ روپے

ہمہ جہتی زوال اور انحطاط کی جو صورت اس وقت امت مرحومہ کو درپیش ہے اور جس سے موجودہ حالات میں بظاہر کسی خلاصی کی کوئی امید بھی نظر نہیں آتی۔ اس میں امت کے ہر طبقے کا کتنا حصہ ہے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر ادارے کو کس طرح اور کیا جدوجہد کرنی ہے۔ ان باتوں کو اگر سوچا جائے تو اس مسئلہ کا حل بھی شاید مل سکے۔

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہماری آرام پسند طبائع نے سوچنے کا کام بھی عرصہ دراز سے ترک کر رکھا ہے۔ ہاں عمومی روش کے برخلاف معاشرے کے چند باغی لوگ، جیسا کہ ہر جگہ ہوا ہی کرتے ہیں پائے جاتے ہیں جو بہت سے وہ کام بھی کرگزرتے ہیں جن کے بارے میں عمومی طرزِ عمل ترک کا ہی ہوتا ہے۔

ہم، ہمارا زمانہ اور ہمارے ادارے، یہ وہ موضوع ہے جس پر غور وفکر اور مباحثہ کرنے کے لیے ہمارے معاشرے کے باغیوں یعنی الشریعہ اکادمی کے کارپردازان نے ملک بھر سے اپنے جیسے چند دیگر باغیوں یعنی سوچنے، کڑھنے اور پریشان ہونے والے اہل فکر ونظر کو اکٹھا کیا اور انھیں اپنے دل کی کڑھن اور فکر کی بے چینی اور دکھ درد کے اظہار کا موقع فراہم کیا۔ انھوں نے اپنی برسوں کی سوچی سمجھی اور غور کی ہوئی باتوں کو بیان کیا اور اپنے جیسے دیگر لوگوں کے لیے مزید سوچنے، کڑھنے اور پریشان ہونے کا سامان پیدا کیا۔ ہمارے مکرم جناب شبیر احمد خان میواتی نے اس سب کو ترتیب دیا اور کتاب کی شکل دے کر

الشریعہ اکادمی سے شائع کر دیا۔ دینی مدارس کا نصابِ تعلیم اور اس کی اہمیت وافادیت، مدارس کا نظامِ تربیت، چند اصلاح طلب پہلو، مغرب کا فکری وتہذیبی چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں، دینی مدارس میں عمرانی علوم کی تدریس کی ضرورت واہمیت، نصاب کے حوالے سے چند تجاویز، فضلائے مدارس کے علمی وروحانی معیار کا مسئلہ، تربیتی نظام کی ضرورت اور تقاضے، دینی مدارس کے نصاب ونظام میں اصلاحی تدابیر اور دینی مدارس میں عربی زبان کی تعلیم کا منہج۔ ۱۸۰ روپے میں ۲۳۲ صفحات پر پھیلے ہوئے پریشان ہونے، تفکرات بڑھانے اور سوچ سوچ کر بے حال کرنے والے اتنے بہت سے مضامین وموضوعات سستے ہیں، نہایت سستے۔ لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جن کو (خدانہ کردہ ونصیب دشمناں) یہ امراض لاحق ہوں۔ میں دعا گو ہوں کہ اس مرض کے جراثیم (مع اس کتاب کے) وفاق ہائے مدارس کی نصاب کمیٹیوں کے ارباب بست وکشاد تک پہنچ جائیں۔ آمین!

● کتاب: ید بیضا　　　ترجمہ وتحقیق: عبدالستار گریوال

ضخامت: ۶۷۲ صفحات　　　قیمت: ۴۰۰ روپے　　　ناشر: دارالکتاب غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

زیرِ نظر کتاب اسلام کے تصورِ انقلاب اور اسلامیوں کی غلبہ پسندی کی خواہش کے مبداء ومعاد کے تجزیے پر مشتمل مختلف انفرادی مضامین کے ایک پیہم اور مرتب سلسلے کی کتابی شکل ہے۔ اس سلسلے کے تمام مضامین انفرادی ہیں یعنی مختلف افراد کے لکھے ہوئے ہیں۔ کتاب اپنی ہیئتِ کذائی سے ایک باقاعدہ مطالعاتی اور تجزیاتی مقالہ معلوم ہوتی ہے جس کے مختلف ذیلی موضوعات پر مختلف لوگوں سے یا تو خود لکھوایا گیا ہے یا پھر مختلف لوگوں کے لکھے اور چھپے ہوئے مضامین کو جمع کیا گیا ہے۔

ان مضامین کا جامع ومرتب کوئی نامعلوم شخص ہے جس کے بارے میں جناب مترجم نے صرف ”ایک غیر مسلم“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح تمام مضامین کے لکھنے والے افراد بھی (کم از کم پاکستان میں) غیر معروف اور اجنبی ہیں۔ بعض مضامین کے شروع میں تو مضمون نگار کا نام موجود ہے لیکن بعض اس قید سے بھی آزاد ہیں۔ (شاید ایسے مضامین کے مصنف بھی وہی ”ایک غیر مسلم“ ہی ہیں)

مترجم نے سرورق پر اس کتاب کو مولانا مودودی اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کے افکار کا تجزیاتی وتقابلی مطالعہ قرار دیا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں شخصیات کے اسمائے گرامی اور ہر دو کے افکار سے ہماری گہری دلچسپی نے ہمیں اس کتاب کی طرف لپکنے پر مجبور کیا لیکن فہرست دیکھ کر افسوس ہوا کہ اس میں مولانا مودودی پر صرف تین مضامین (اور ۶۴ صفحے) ہیں جن میں سے ایک میں حضرت شاہ صاحب کا بھی تذکرہ ہے جس میں مولانا مودودی کے افکار سے ان کا تقابل کیا گیا ہے جب کہ باقی کے ستائیس مضامین اور پانچ سو آٹھ صفحے ان دونوں شخصیات کے تذکرے سے بالکلیہ خالی ہیں۔ اس صورت حال میں اس کتاب کو ان دونوں شخصیات کا تقابلی مطالعہ کہنا کچھ زیادہ درست نہیں دکھائی دیتا۔

یہ کتاب جیسا کہ ہم نے پہلے بھی عرض کیا دراصل اسلام کے تصورِ انقلاب اور اسلامی مفکرین کے فکر وفلسفہ کو اجالنے اور نکھار کر قابل فہم بنانے کی ایک طے شدہ اور باقاعدہ کوشش ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا مضمون ”اسلام میں توحید“ ہے۔ اس میں اسلامی نظریۂ توحید پر مختلف مسلم فلاسفہ ومتکلمین کے افکار وتجزیات پر بحث کی گئی ہے۔ اسے کسی Edada Adelowo صاحب (یا صاحبہ) نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ کون بزرگ ہیں، کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، معلوم نہیں۔ گفتگو باحوالہ ہے لیکن کتب کے صفحات وغیرہ کی طرف رہنمائی

نہیں کی گئی۔اس کتاب میں کل تیس مضامین ہیں اوران سب کا یہی حال ہے۔ان مضامین میں اسلام میں رہنمائی کا تصور، اسلام اور غلامی، اسلام اورامن، اسلامی سیاست کے محرکات، مذہبی حاکمیت کا نظریہ، محمد عبدہٗ اور رشید رضا کی نظر میں صوفی ازم کی ابتداء اوراصلی چہرہ، وہابی تحریک اورعرب سے باہراس کے اثرات، اسلام اورالبانیہ کے درویش فرقے، افکارِ سید مودودی، سید قطب، فضائل مدینہ، جیسے اہم اور حساس موضوعات پر نہایت اہم اورضروری بنیادی معلومات سہل انداز میں فراہم کی گئی ہیں۔

یہ کتاب اپنے مشمولات کے اعتبار سے فکر انگیز اور رجحان ساز ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی تھنک ٹینک کی طرف سے مسلم ثقافتی ورثے اور معاشرتی فکر کی بنیادوں کا مطالعہ ہے جو مغربی عوام اور پالیسی ساز طبقے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ لیکن یہ مطالعہ کس ملک میں کیا گیا ہے؟ اور کس زبان میں کیا گیا ہے، کون صاحب ہیں جو یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں؟ یہ سب سوالات تشنہ ہیں کیوں کہ نہ تو جناب مترجم اور نہ ہی محترم ناشر نے ان کی توضیح کو مناسب خیال کیا ہے۔

● کتاب: آثارِ سرسید　　　　مصنف: ضیاء الدین لاہوری

ضخامت ۴۰۴ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے　　ناشر: جمعیت پبلی کیشنز متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور

جناب ضیاء الدین لاہوری اور جناب سرسید احمد خان اب دو ایسے نام بن چکے ہیں کہ ایک ہمارے سامنے آتا ہے تو بلا تامّل ذہن دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور دوسرا نام اگر کہیں پڑھنے سننے میں آئے تو ذہن کے طاقچوں میں پہلے نام کی لَو خود بخود روشن ہو جاتی ہے۔

اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ ایسا محض جناب ضیاء الدین صاحب کے سید موصوف کی ذات کثیر الجہات سے والہانہ تعلق اور دلی لگاؤ کا نتیجہ ہے۔ ضیاء صاحب نے سرسید پر جو کچھ لکھا ہے، بقول شخصے سرسید کی شخصیت پر احسان کیا ہے۔ اس کے بارے میں دوسروں کا تو پتا نہیں لیکن اگر خود سرسید اسے دیکھ پاتے تو نہایت اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ بے حد خوش ہوتے اور حقیقت میں احسان مند ہوتے کیوں کہ احسان گزاری کا اظہار ان کے لیے بوجہ کثرتِ ارتکاب نہایت سہل ہو چکا تھا۔

آخری اطلاعات کی آمد تک ضیاء صاحب اس موضوع پر سات عدد کتب تحریر فرما چکے ہیں۔ اِنھی سات میں سے ایک اس وقت یہاں زیرِ تبصرہ ہے۔ اس کتاب کے بنیادی طور پر چار ابواب ہیں۔ پہلے باب میں مختلف اخبارات، رسائل اور مجلّات میں سرسید کے نام نہاد عشاق کے مضامین وتحاریر پر علمی انداز میں نقد ونظر ہے۔ دوسرے بابپ میں سرسید کے بارے میں مشہور عام اور غلط العوام قسم کے مغالطوں اور جناب سرسید کی ذات پر لگائے جانے والے مضحکہ خیز حد تک بھیانک الزامات کی تردید اورنشاندہی کی گئی ہے۔

تیسرے باب میں جو کہ اس کتاب میں بیت الغزل کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ سرسید کے تعلیمی، دینی، سیاسی اور ملّی افکار کو خود سرسید ہی کی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں مکالمے کو بطور پیرائیہ اظہار چنا گیا ہے۔ لہٰذا سوال جنابِ مصنف کی طرف سے ہے اور جواب جناب سرسید کی طرف سے اُن کی کتابوں کے اقتباسات سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ صرف ان عبارات کو لیا جائے جو اپنے سیاق وسباق سے علیحدہ ہو کر بھی واضح اور ظاہری معنی ومفہوم دے سکیں۔ نیز اکثر عبارات ایسی ہیں جو بالکل واضح المفہوم اور صریح المراد ہیں تا کہ یہ احتمال نہ ہو کہ سیاق وسباق سے کٹ کر عبارت کا مفہوم بدل گیا ہے۔

چوتھے باب میں جس کو فکاہات کا باب کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے، سرسید اور ان کے عشاق کے بعید از عقل وبینش اور

دورازکارخیالات وعبارات کوجمع کیا گیاہے۔اس باب کی خصوصیت یہ ہے کہ روتوں کو ہنسادے۔آزمائش شرط ہے۔

اب آخر میں ایک چھوٹی سی بات جس پر اچنبھا بھی ہوا اور کسی قدر غیر علمی وغیرادبی بھی لگی۔ (Small things matter large) وہ سید صاحب کا کارٹون ہے جسے کتاب کے شروع میں لگایا گیا ہے۔ یہ کچھ عجیب اور فاضل مصنف کے پرشکوہ علمی رتبے کے غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔شاید یہ کارٹون شاملِ کتاب کرنے میں صرف ناشر کی رائے کو دخل ہو۔

☆☆☆

علماء، خطباء، طلباء کے لیے دوعظیم تحفے

خطبات خلفائے راشدین
★ سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ
★ سیرت سیدنا فاروقِ اعظمؓ
★ سیرت سیدنا عثمان غنیؓ
★ سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ
★ سیدنا حسنین کریمینؓ
★ سیرت سیدنا امیر معاویہؓ
افادات علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ
قیمت 170 روپے

فرق باطلہ پر
مناظرے اور مباحثے
افادات ڈاکٹر علامہ خالد محمود (پی ایچ ڈی) لندن
قیمت 185 روپے

رابطہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 061 4511961

سلیم الیکٹرونکس
SALEEM ELECTRONICS, MULTAN
SALEEM ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN
ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی
حسین آگاہی روڈ ملتان
061- 4512338
061- 4573511

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ادارہ

اخبارالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

موجودہ صورتِ حال پر مشترکہ اعلامیہ جاری کرنے والے ممتاز علماء کرام کی خدمت میں ایک ضروری گزارش

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

وطن عزیز کو درپیش سنگین مسائل اور تاریخ کی گھمبیر ترین صورت حال کے حوالے سے ملک کے مختلف مکاتبِ فکر کے سرکردہ علماء کرام نے ملک کے ''موجودہ بحران اور اس کے حل'' کے حوالے سے جو مشترکہ اعلامیہ جاری کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور مرکزی قیادت کی جانب سے، ہم اس کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کرتے ہیں اور ان نامساعد حالات میں آپ نے جس طرح رہنمائی فرمائی اور صورت حال کا حقیقی تجزیہ کیا، آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تاہم ایک ضروری مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھا گیا ہے کہ موجودہ حالات میں ملک وقوم اور دین کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں کا ذکر (جو خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے) نہ کرنا ناقابل فہم ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں درخواست کریں کہ قادیانی اور سیکولر لابیوں کی ارتدادی تباہ کاریوں کی نشاندہی اور اس حوالے سے جدوجہد کا نکتہ بھی اپنے اعلامیے اور اہداف ومقاصد میں شامل فرما کر اسلامیانِ پاکستان کی نمائندگی کا حق ادا فرمائیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کے مؤید ومعاون ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر سے نوازیں اور کامیابی عطاء فرمائیں۔ (آمین یارب العالمین)

فقط والسلام

عبداللطیف خالد چیمہ

مرکزی ناظم نشریات

مجلس احرار اسلام پاکستان لاہور، ملتان

۶؍صفر المظفر ۱۴۲۹ھ/۱۴؍فروری ۲۰۰۸ء

مکتوب حضرت مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم

بنام عبداللطیف خالد چیمہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

امیر مرکز یہ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری صاحب نے (موجودہ بحران اوران کا حل) جو کہ تیس علماء کرام کے دستخط سے جاری ہوا۔ اس کی تائید فرما کر الدین نصیحہ کا حق ادا کیا ہے اور ایک ضروری مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس اعلامیہ میں ملک وقوم اور دین کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں کا ذکر بھی ضروری تھا۔ بندہ اس توجہ دلانے کو بھی ضروری قرار دیتا ہے کہ اس اعلامیہ میں قادیانیوں کا ذکر نہ کرنا قصداً نہیں ہے بلکہ اس کا سبب دستخط کنندہ حضرات کا اس بارے مطالعہ نہ ہونا ہے۔ اس مسئلہ میں اصل مطالعہ تحفظ ختم نبوت، تحریک ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام والوں کا ہے کہ وہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا جو استحضار رکھتے ہیں، دوسروں کو اس کا استحضار نہیں۔

خط کے ساتھ منسلکہ مضامین شاید دستخط کنندہ حضرات کے مطالعہ سے نہ گزرے ہوں۔ راقم الحروف بھی اس سے عاری اور ناخواندہ تھا۔ اب ان مضامین کے مطالعہ سے بندہ اس نتیجہ تک پہنچا ہے کہ موجودہ بحران کا اصل سبب ہی قادیانی ہیں۔ ان کو ضمناً ذکر نہ کرنا چاہیے بلکہ اوّلین سبب قرار دے کر قوم اور حکومت کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً:

(۱)　جب حدود آرڈیننس کا تیا پانچہ کیا گیا تو امریکہ کی وزارت خارجہ کی طرف سے آن ریکارڈ یہ بات کہی گئی کہ حکومت پاکستان پر حدود آرڈیننس کے ساتھ ساتھ توہین رسالت کی سزا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کو منسوخ کرنے کے لیے دباؤ ڈال رکھا ہے۔ اس کے جواب میں حکمران مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین نے پیرس کی ایک اخباری کانفرنس میں کہا تھا کہ اس کے لیے اب آئندہ الیکشن کے بعد پیش رفت ہو سکے گی۔ (روزنامہ ''پاکستان''، جمعرات، ۶ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ)

(۲)　جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ایک موقع پر کہا تھا کہ قادیانی ہمارے ملک میں وہی مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔ باوجود ایک چھوٹی سی اقلیت ہونے کے ملکی پالیسیوں کا تعین اور انھیں چلانے میں یہودیوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ (حوالہ بالا)

(۳)　۱۹۷۷ء میں بریگیڈیئر نیاز لاہور میں تعینات تھے۔ یہ بھٹو کے خلاف تحریکوں کا دور تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک دبانے کے لیے لاہور میں جزوی مارشل لاء لگا دیا تھا لیکن جب اس کے باوجود مرض کنٹرول نہ ہوا تو ذوالفقار علی بھٹو نے جلوس پر براہِ راست گولی چلانے کا حکم دے دیا۔ جنرل ضیاء الحق اس وقت چیف آف آرمی سٹاف تھے۔ اور جنرل اقبال لاہور کے کور کمانڈر۔ جنرل اقبال نے وزیراعظم کا حکم اپنے بریگیڈیئروں کو بھیج دیا لیکن تینوں بریگیڈیئروں نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس حکم عدولی پر تینوں بریگیڈیئروں کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ ان بریگیڈیئروں میں بریگیڈیئر نیاز احمد بھی شامل تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جب جنرل ضیاء الحق نے ٹیک اوور کیا تو انھوں نے بریگیڈیئر نیاز احمد کو بلوایا اور تلافی کی پیش کش کی۔ اس ملاقات کے دوران طے ہوا کہ فوج آئندہ بریگیڈیئر نیاز احمد اور بریگیڈیئر اشرف کے ذریعے ہتھیار اور فوجی آلات درآمد کرے گی جس کے بعد بریگیڈیئر نیاز احمد کا نیا کیریئر شروع ہوا اور وہ آج تک اسی پیشہ سے وابستہ ہیں۔ اس کاروبار میں بریگیڈیئر نیاز احمد نے اربوں روپے کمائے اور ان کا شمار فوج کے انتہائی امیر ریٹائر افسروں میں ہونے لگا۔ (روزنامہ ''ایکسپریس'' لاہور، منگل، ۱۲رمحرم الحرام، ۱۴۲۹ھ)

(۴)　جنوری کے دوسرے ہفتے میں میاں شہباز شریف نے اسلام آباد میں بریگیڈئیر نیاز احمد سے اسلام آباد ملاقات کی۔ اس ملاقات کے بعد ان کی سعودی سفیر سے ملاقات ہوئی۔ ان ملاقاتوں کے دو دن بعد میاں صاحب لندن روانہ ہوگئے۔ اس دوران بریگیڈئیر نیاز بھی لندن پہنچ گئے اور دونوں کی روانگی کے بعد صدر پرویز مشرف کے یورپ کے نو روزہ دورے کا اعلان ہوگیا......لوگ وہاں پر تینوں کی موجودگی کو محض اتفاق ماننے پر تیار نہ ہوئے۔ صدر نے بھی اس دوران اعتراف کیا کہ وہ اپنے دوست بریگیڈئیر نیاز سے لندن سے ملیں گے۔ اس دوران جمعرات کے دن میاں شہباز شریف کی ملاقات برطانیہ کے وزیر خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ سے بھی ہوئی اور ہفتے کے دن میاں شہباز شریف نے یہ بیان جاری کردیا کہ اگر صدر پرویز مشرف شفاف انتخابات کرائیں اور ق لیگ کی حمایت ختم کرنے کا اعلان کردیں تو ان سے مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ (حوالہ بالا)

اب ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ بریگیڈئیر نیاز احمد، جس نے بھٹو صاحب کی حکم عدولی کی اور ضیاء الحق مرحوم نے اس کی تلافی کی اور وہ صدر مشرف کا دوست ہے اور وہ چکوال کے گاؤں درمیال کا رہنے والا ہے اور درمیال کی آدھی آبادی قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بریگیڈئیر صاحب کا تعلق بھی اسی مسلک سے ہے اور یہ صدر مشرف کے تیس سال سے اب تک دوست چلے آرہے ہیں۔ بظاہر تمام امور میں صدر مشرف کی رہنمائی کررہے ہیں جس سے صدر مشرف اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ جہاں سے ان کا واپس آنا مشکل ہے۔ آپ کو معلوم ہے قادیانی پاکستان توڑ کر ایک صوبہ میں حکومت بنانے کے عزائم رکھتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پاکستان میں فوج اور عوام کو برسرپیکار کردیا جائے جیسا کہ بنگلہ دیش میں ہوا تو موجودہ لڑائی اور فوجی آپریشن ان کی کارستانی ہے جس سے ملک کمزور ہورہا ہے، فوج کمزور ہورہی ہے، بدنام ہورہی ہے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اگر سمندر میں دو مچھلیاں بھی لڑرہی ہوں تو ان میں قادیانیوں کا ہاتھ ہوگا۔

اب تمام بحرانوں کا حل یہی ہے کہ قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹادیا جائے۔ تحریک ختم نبوت کے تین مطالبات تھے:

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (۲) سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے۔

(۳) تمام قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹادیا جائے۔

لیکن تیسرا مطالبہ نہ مانا گیا۔ اکابرِ تحریک اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے اور تحریک کمزور ہوگئے۔ اب ضرورت اور ملک کی بقاء اور سلامتی اس میں ہے کہ قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے الگ کردیا جائے۔ اس کے لیے دستخطوں کی مہم چلائی جائے۔ حکومت کو کثرت سے تار بھجوائے جائیں۔ احتجاج کیا جائے اور عوام کے شعور کو اجاگر کیا جائے۔ اس میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء، دانشور اور صحافی کردار ادا کرسکتے ہیں۔

صرف اعلامیہ پر دستخط کرنے والوں کو چھٹی جاری کرنے سے تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے بلکہ اس کو خود آگے بڑھائیں اور تمام مکاتبِ فکر کے اہل رائے کو ساتھ ملائیں تاکہ آئندہ حکومت سازشوں سے بچتے ہوئے پرامن رہ کر ملک کی خدمت کرسکے۔ ایک اعلامیہ مرتب کرکے دستخطوں کی مہم بھی چلائی جائے۔

والسلام

محمد صدیق غفرلہٗ

شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

مکتوب حضرت مولانا عبدالمالک دامت برکاتہم

بنام عبداللطیف خالد چیمہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے ایمان و عمل ، بندگی رب اور دین کی خدمت میں صحت و عافیت کے ساتھ مصروفِ عمل ہوں گے۔ جناب کا گرامی نامہ ملا، پڑھ کر خوشی ہوئی۔ آپ نے قادیانی ریشہ دوانیوں کا نوٹس لینے کی طرف متوجہ کر کے ''مجلس احرار اسلام'' کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اب جب کہ میاں نواز شریف ، شہباز شریف ، پیپلز پارٹی بڑی پارٹیاں بن کر ابھری ہیں ، زیادہ بیداری کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قادیانی ان پارٹیوں کے ذریعے اپنا خطرناک کھیل کھیلنے میں کامیاب ہو جائیں۔ پرویز مشرف تو غالباً قادیانی ہے۔ بریگیڈیئر نیاز کے ذریعے شہباز شریف سے ملاقاتیں اور پرویز مشرف سے مذاکرات اسی کھیل کا حصہ ہو سکتے ہیں۔ ''ق'' لیگ کو تو ظلم ، اسلام دشمنی ، امریکی ایجنڈے کے لیے کام کی سزا مل گئی ہے ، پرویز مشرف کا منہ بھی لٹکا ہوا ہے ، وہ بھی عبرت ناک انجام سے دوچار ہوگا۔ (ان شاء اللہ) وہ گرداب میں پھنس گیا ہے۔

پرویز مشرف کے بعد جو بھی اس راستے پر چلنے کی کوشش کرے گا ، اللہ کی گرفت میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور مجلس احرارِ اسلام کو پہلے کی طرح سرخرو فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

والسلام

(مولانا) عبدالمالک

شعبہ استفسارات ، منصورہ ، لاہور

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس:

چیچہ وطنی (۲۱ رفروری) مجلس احرار اسلام نے کہا ہے کہ صدر پرویز مشرف کو ضد چھوڑ کر اپنے عہدے سے بلا تاخیر مستعفی ہو جانا چاہیے اور ملکی مفادات کو اپنے ذاتی اقتدار کی بھینٹ چڑھانے سے گریز کرنا چاہیے جب کہ انتخابات جیتنے والی جماعتوں اور اراکین اسمبلی کو یاد رکھنا چاہیے کہ صدر پرویز کے حامیوں کی شکست ان کی اسلام اور عوام دشمن پالیسیوں کا لازمی شاخسانہ ہے ، اس لیے آنے والی نئی حکومت کو چاہیے کہ وہ دستور اور ملک کی بنیاد ''اسلام'' کو اپنی اوّلین ترجیح بنائے اور آئین کو بحال کرے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں دفتر احرار چیچہ وطنی میں منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد ، سید محمد کفیل بخاری ، میاں محمد اویس ، عبداللطیف خالد چیمہ ، صوفی نذیر احمد ، قاری محمد یوسف احرار ، مولانا عبدالنعیم نعمانی ، مولانا محمد مغیرہ ، ابوعثمان احرار ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر ، مولانا محمد صفدر عباس اور دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ معزول ججوں اور عدلیہ کی بحالی کے لیے وکلاء کی مکمل تائید و حمایت جاری رکھی جائے گی۔ تاہم وکلاء کو چاہیے کہ وہ تحریک کو ''ڈی ٹریک'' ہونے سے بچائیں اور ملک اور آئین کی بنیاد اسلام کی بالا دستی کو بھی اپنے مطالبات میں شامل کریں۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لاہور ، چیچہ وطنی ، چناب نگر ، چنیوٹ ، ملتان ، رحیم یار خان سمیت ملک کے اہم مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی جن میں قادیانیوں کے جشن صد سالہ کے ڈھونگ کی اصل حقیقت سے عوام الناس کو آگاہ کیا جائے گا کہ گزشتہ ایک صدی میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں نے اسلام اور اہل اسلام کو پاکستان اور دنیا کے دیگر مسلم

ممالک میں کیا کیا نقصان پہنچایا اور یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف اسلام اور سازشی پروگراموں کو کس طرح عملی جامہ پہنایا۔

اجلاس میں ۱۱،۱۲ ربیع الاوّل کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی سالانہ دو روزہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلے میں غور کر کے اسے ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کے لیے اہم فیصلے بھی کیے گئے تاکہ اس اہم اور عالمی کانفرنس کو شایانِ شان طور پر منعقد کیا جا سکے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ احرار اپنی روایات کے مطابق نئی بننے والی حکومت کے حوالے سے ایسی پالیسی پر عمل پیرا رہے گی جو قرآنی مفہوم کے مطابق ''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون اور نافرمانی اور برائی کے کاموں میں مکمل مخالفت'' پر مبنی ہوگی۔ احرار کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے پریس بریفنگ میں بتایا کہ اجلاس میں ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ رائے عامہ نے انتخابات میں صدارتی وسرکاری امیدواروں کو مسترد کر کے سابقہ حکومت اور خصوصاً صدر پرویز مشرف کی تمام پالیسیوں کو مسترد کر دیا ہے۔ اس لیے آئندہ بننے والی حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان پالیسیوں پر نظر ثانی کرے اور اگر یہی پالیسیاں جاری کی گئیں تو حالیہ بحران کم ہونے کی بجائے اور بڑھے گا اور ایسا کرنا رائے عامہ اور عوام سے صریحاً غداری کے زمرے میں آئے گا۔ ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ حقوقِ نسواں بل قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائیوں لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف آپریشن، امریکہ نواز، کفر پرور اور قادیانیوں سمیت ہر دین دشمن تحریک اور لادین این جی اوز کو پروموٹ کرنے والی پالیسیوں اور ملکی سلامتی کے حوالے سے بعض خطرناک ترین اقدامات کے تناظر سے قاف لیگ اور پرویزی اقدامات کو انتخابات میں عوام نے مسترد کر کے سرکاری پالیسیوں کے خلاف اپنی بیزاری کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ اس لیے صدر پرویز مشرف کو ابھی سے دھمکی آمیز بیانات کی بجائے نوشتۂ دیوار کو پڑھ لینا چاہیے اور رائے عامہ کا احترام کرتے ہوئے انھیں اپنے عہدے سے مستعفی ہونے میں کوئی دیر نہیں لگانی چاہیے۔ انھوں نے بتایا کہ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے مختلف زبانوں میں وسیع پیمانے پر لٹریچر چھاپا جائے گا اور بیرون ممالک ختم نبوت کے مشن کو منظّم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مارچ ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مارچ اور اپریل میں ملک کے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبات میں ''ختم نبوت'' کے حوالے سے اجتماعات ہوں گے اور اجتماعات جمعۃ المبارک میں بھی شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا۔ اجلاس میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور خطباءِ عظام سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حوالے سے عوام میں ختم نبوت کا شعور بیدار کریں اور ۱۹۵۳ء میں ملکی وسائل اور فوجی طاقت کو جس بے دردی سے تحریک ختم نبوت کو کچلنے کے لیے استعمال کیا گیا، اس کو موضوع بنائیں اور شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے عزم کا اعادہ کریں۔

ملک کے دستور کی بنیاد اسلام اور جمہوریت پر ہے: پاکستان شریعت کونسل

لاہور (۱۰ فروری) پاکستان شریعت کونسل پنجاب کی دعوت پر مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے ایک مشترکہ اجلاس میں ملکی صورت حال کے بارے میں ۳۰ سرکردہ علماء کرام کے متفقہ اعلامیہ کی بھرپور تائید کرتے ہوئے اس میں ایک نکتہ کا اضافہ تجویز کیا ہے، جس میں ملک وقوم اور دین کے خلاف سیکولر لابیوں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یہ اجلاس گزشتہ روز مسجد امن باغبانپورہ لاہور میں پاکستان شریعت کونسل کے صوبائی امیر مولانا عبدالحق خان بشیر کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا میاں عبدالرحمٰن، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا ذکاء الرحمٰن اختر، مولانا قاری محمد یوسف احرار، مولانا قاری محمد قاسم، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں عدلیہ کی بحالی اور

دستور کی بالا دستی کے لیے وکلاء کی تحریک کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ملک میں دستور کی بحالی اور عدلیہ کی باوقار آزادی کے بغیر قومی مسائل کے حل کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔اس لیے تمام جماعتوں اور طبقات کو دستور کے مطابق عدلیہ کی بحالی اور ماورائے آئین اقدامات کی منسوخی کے لیے اس تحریک کی حمایت کرنی چاہیے۔قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ملک کے دستور کی بنیاد اسلام اور جمہوریت پر ہے۔اس لیے اسلامی اقدار اور جمہوری روایات کے تسلسل کے لیے دستور کی بحالی ضروری ہے اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ دستور کی بحالی کی تحریک کے حوالہ سے اس کی دونوں بنیادوں یعنی اسلام اور جمہوریت کو نمایاں کیا جائے۔اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ پاکستان شریعت کونسل دستور کی بالا دستی اور عدلیہ کی بحالی کی تحریک کے ساتھ یک جہتی اور ہم آہنگی کے اظہار کے لیے اگلے ہفتہ کے دوران لاہور میں ایک سیمینار منعقد کرے گی، جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور ممتاز وکلاء شریک ہوں گے۔اجلاس میں ۳۰ علماء کرام کے متفقہ اعلامیہ کو وقت کی آواز قرار دیتے ہوئے ایک قرارداد میں اکابر علماء کرام سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس اعلامیہ میں قادیانیوں اور سیکولر این جی اوز کی ملک دشمن سرگرمیوں کے تعاقب کا نکتہ بھی شامل کریں۔اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس اعلامیہ کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جائے گی۔اجلاس میں حضرت سید نفیس شاہ الحسینیؒ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی دینی وملی خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

پرویز کے دورِ اقتدار میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں میں اضافہ ہوا: عبداللطیف خالد چیمہ

چنیوٹ (۱۴ فروری) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے موجودہ گھمبیر سیاسی صورتحال میں بڑھتے ہوئے قادیانی اثر ورسوخ پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ بعض بڑی سیاسی جماعتیں یا اتحاد مسئلہ ختم نبوت کو نظر انداز کر کے مجرمانہ کردار ادا کر رہے ہیں اور بین الاقوامی لابیوں اور لادین این جی اوز کو غریب عوام کے عقیدے سے کھیلنے کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں۔گزشتہ روز صحافیوں سے ایک ملاقات میں انھوں نے کہا کہ صدر پرویز مشرف کے اقتدار پر آنے کے بعد ملک وملت کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں میں بے پناہ اضافہ ہوا اور افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ ایوانِ صدر نے ملک دشمن قادیانی سرگرمیوں کو تحفظ بھی فراہم کیا اور پرموٹ بھی کیا۔انھوں نے کہا کہ قادیانی لابی انٹرنیشنل لابنگ کے ذریعے اسٹیبلشمنٹ میں اپنا اثر ونفوذ بڑھا کر دستور میں اسلامی دفعات خصوصاً ۱۹۷۴ء کی وہ قرارداد اقلیت جس کے ذریعے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کو ختم کروانے کے لیے خطرناک سازشیں کر رہی ہے اور اس کام کے لیے موجودہ حکمران اور ان کی سیاسی ٹیم نے کوششیں تیز کی ہوئی ہیں۔ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ بریگیڈیئر نیاز جو ایوانِ صدر بعض سیاسی قوتوں میں جوڑ توڑ کروانے میں آج کل زیادہ سرگرم نظر آرہے ہیں۔ان کے بارے میں کہا اور لکھا جا رہا ہے کہ وہ درمیال ضلع چکوال کی قادیانی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ شہباز شریف یہ کہہ رہے ہیں کہ ''میں بریگیڈیئر نیاز سے ملنا جلنا بند نہیں کرسکتا'' بہت معنی خیز بات ہے۔ایسے میں ہمارے خدشات کو مزید تقویت ملتی ہے۔اس لیے تمام سیاسی جماعتوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں اور دین وملت کے غداروں اور ان کے حاشیہ برداروں کی چالوں سے باخبر رہنے کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے۔

☆☆☆

مجلس احرار اسلام جلال پور پیر والا کا اجلاس زیر صدارت قاری ظہور رحیم عثمانی منعقد ہوا۔اجلاس میں قاری عبدالرحیم فاروقی، قاری شفیق الرحمٰن، منشی افتخار احمد، ظفر اقبال، قاری محمد معاذ، محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی اور دیگر کارکنانِ احرار نے شرکت کی۔اجلاس میں ملک کی عظیم مذہبی وروحانی شخصیت سید نفیس الحسینی کے سانحہ ارتحال پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا۔عبدالرحمٰن جامی نے

کہا کہ حضرت نفیس الحسینی کی وفات سے ملک ایک عظیم دینی رہنما سے محروم ہوگیا ہے۔ حضرت نے پوری زندگی ختم نبوت کے تحفظ اور غلبہ اسلام کے لیے وقف کردی۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پورا نہیں ہوگا۔ اجلاس میں نبیرۂ امیر شریعت سید محمد معاویہ بخاری کی خالہ جان کی وفات پر بھی گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ، مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ (آمین) محمد عبدالرحمٰن جامی نے کہا کہ احرار ساتھیو! ہماری جدوجہد کا مقصد انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لانا ہے۔ ہمارا ایمان اور نعرہ ''سب سے پہلے اسلام'' ہے۔

☆☆☆

چناب نگر (۹ رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان نے فیصلہ کیا گیا ہے کہ وکلاء کی طرف سے آئین اور عدلیہ کی بحالی کی تحریک کی تائید وحمایت جاری رکھی جائے گی اور موجودہ سنگین سیاسی صورتحال میں حکمران ٹولے اور قادیانی ریشہ دوانیوں کو طشت از بام کرنے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا جائے گا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس مرکزی سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد کی زیر صدارت چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں منعقد ہوا جس میں سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ اور دیگر نے شرکت کی۔ جب کہ ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل فاروق احمد خان ایڈووکیٹ بطورِ مبصر شریک ہوئے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی موجودہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی صورتحال انتہائی مخدوش ہے اور ہر محبِ وطن پاکستانی سخت تشویش میں مبتلا ہے۔ ان ابتر حالات کی براہِ راست ذمہ داری موجودہ حکمران پر عائد ہوتی ہے، جس کی اطاعت کی ڈوری اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھ میں ہے۔ انھوں نے کہا کہ قیامِ ملک کے بعد سقوط ڈھاکہ تک اور سقوط ڈھاکہ سے آج تک ایک ہی طبقہ اقتدار پر قابض چلا آرہا ہے جو پہلے برطانیہ کے غلام تھے اور آج امریکہ کے غلام ہیں۔ انھوں نے کہا کہ موسیو ظفر اللہ خان اور ایم ایم احمد نے ملک کے خلاف جو گھناؤنا کردار ادا کیا تھا۔ آج پھر بعض سکہ بند قادیانی موجودہ حکومت کی آشیر باد سے وہی کردار ادا کر رہے ہیں۔ اجلاس میں چیف جسٹس افتخار محمد چودھری، اعتزاز احسن، علی احمد کرد، منیر اے ملک اور ریٹائرڈ جسٹس طارق محمود کی نظر بندی کو صریحاً غیر قانونی قرار دیا گیا اور ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں اس امر پر سخت تشویش ظاہر کی گئی کہ قانون امتناعِ قادیانیت پر مؤثر عمل درآمد نہیں ہورہا اور قانون نافذ کرنے والے ادارے قانون کی عملداری کو چناب نگر میں بھی یقینی نہیں بنا رہے۔ اجلاس میں وکلاء کی جدوجہد کی حمایت کے ساتھ ساتھ اس امر پر تحفظ کا اظہار کیا گیا کہ بعض وکلاء تنظیموں میں سول سوسائٹی کے نام پر لادین این جی اوز اپنا اثر ونفوذ بڑھا کر ڈی ٹریک کرنا چاہتی ہیں۔ اجلاس میں ملک کے ۳۰ سرکردہ علماء کرام کی متفقہ سفارشات کا خیر مقدم کیا گیا اور کہا گیا کہ تحفظ ختم نبوت اور بڑھتی ہوئی قادیانی ریشہ دوانیوں کو علماء کرام اپنی ترجیحات اور سفارشات میں شامل کریں۔ اجلاس میں حضرت سید نفیس الحسینی کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔

☆☆☆

لاہور (۵ رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ سید نفیس الحسینی رائے پوری کا سانحۂ ارتحال ملتِ اسلامیہ کا مشترکہ سانحہ ہے۔ مرحوم فنِ خطاطی کے حوالے سے اپنے دور کے امام سمجھے جاتے تھے۔ انھوں نے علمی سطح پر بلند مقام پایا اور تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے سید نفیس الحسینی کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے بعد اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ شاہ صاحب نے سلوک وتصوف کے ذریعے عوام وخواص کی رہنمائی کا حق ادا کردیا۔ پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ کے علاوہ میاں محمد اویس، ملک محمد یوسف،

قاری محمد یوسف احرار، چودھری محمد اکرام اور دیگر احرار رہنماؤں نے نصف صدی پر محیط سید نفیس الحسینی کی گراں قدر خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ برطانیہ سے مولانا محمد عیسیٰ منصوری، عبدالرحمٰن باوا، شیخ عبدالواحد (صدر احرار ختم نبوت مشن برطانیہ) اور مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری نے بھی حضرت سید نفیس الحسینی کے انتقال پر گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ شاہ صاحب مرحوم کے انتقال سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں پورا نہ ہوگا اور ان کی خدمات کو تاریخ کے سنہری حروف کے ساتھ لکھا جائے گا۔

☆☆☆

اوکاڑہ (۲۵ر فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم نشریات عبداللطیف خالد چیمہ نے ۲۵ر فروری کو اوکاڑہ کا تنظیمی دورہ کیا اور جماعتی امور کا جائزہ لیا۔ اوکاڑہ جماعت کے جناب خالد محمود کے ظہرانے میں بھی شرکت کی۔ قاری محمد قاسم اور شاہد حمید بھی ہمراہ تھے۔ بعد ازاں انھوں نے شیخ مظہر سعید کی تائی صاحبہ مرحومہ اور شیخ حسین اختر لدھیانوی (ملتان) کی عزیزہ کی تعزیت کی۔ اوکاڑہ کے علماء کرام اور ساتھیوں سے ملاقات کر کے ۶ر فروری کو چیچہ وطنی اور ۱۱، ۱۲ر ربیع الاوّل کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کی دعوت دی جب کہ مغرب کے بعد جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رائے پوری کی یاد میں تعزیتی اجتماع میں شرکت و خطاب کیا۔

★ انتخاب مجلس احرار اسلام گجرات:

۲ر جنوری بروز ہفتہ مجلس احرار اسلام گجرات کا ضلعی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کے کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مجلس احرار اسلام کے مرکزی رکن شوریٰ حافظ محمد ضیاء اللہ نے کارکنوں سے خطاب کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں جماعت کا کام منظم طریقے سے کرنا چاہیے اور جو مشن حضرت امیر شریعتؒ ہمیں دے گئے ہیں اس کی پاسداری کرنی چاہیے۔ آخر میں جماعت کا ضلعی انتخاب ہوا جس میں ضلعی شوریٰ کے ارکان نے شرکت کی۔

سرپرست: سید محمد یونس بخاری　　امیر: حاجی عبدالحق　　نائب امیر: حافظ محمد ضیاء اللہ

ناظم: چودھری شہزاد اشرف　　ناظم نشریات: چودھری محمد سلمان　　رکن مرکزی مجلس شوریٰ: حافظ محمد ضیاء اللہ

★ انتخاب مجلس احرار اسلام خان واہ (ضلع رحیم یار خان):

صدر: حاجی عبدالرحمٰن　　ناظم: حافظ شیر محمد　　ناظم نشریات: قاضی کلیم اللہ

مقامی مجلس شوریٰ: حاجی عبدالرحمٰن، حاجی نور احمد، حافظ شیر محمد، قاضی کلیم اللہ، غلام قادر　　ضلعی نمائندگی: حاجی عبدالرحمٰن، حاجی نور احمد

★ انتخاب مجلس احرار اسلام بہاول پور:

امیر: مولانا عبدالعزیز احرار　　ناظم: حافظ محمد طارق　　ناظم نشریات: حاجی محمد امین

★ انتخاب مجلس احرار اسلام حاصل پور:

سرپرست: حاجی محمد اشرف تائب　　امیر: مولانا حافظ محمد زمان　　نائب امیر: رانا محمد افضل　　ناظم: مرزا محمد اقبال بیگ

نائب ناظم: مہر محمد مشتاق　　ناظم نشریات: محمد نعیم ناصر　　نائب ناظم نشریات: سید صدیق حسین شاہ

اراکین مقامی شوریٰ: ابوسفیان تائب، حافظ محمد ہارون، حافظ محمد انور، محمد اسماعیل، ڈاکٹر محمد یونس

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ خالہ مرحومہ، سید محمد معاویہ بخاری، ۹رمحرم، بروز ہفتہ، ۹ محرم ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۹رجنوری ۲۰۰۸ء

☆ اہلیہ مرحومہ، حضرت مولانا محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

☆ ماسٹر ثناء اللہ مرحوم (چناوڑ، ڈیرہ اسماعیل خان)

☆ والدہ مرحومہ، مفتی شہاب الدین پوپلزئی صاحب (پشاور)

☆ سید محمد نعیم شاہ صاحب مرحوم، (بہنوئی خالد مسعود گیلانی، والد سید محمد عثمان شاہ) فیصل آباد، ۵رجنوری ۲۰۰۸ء

☆ صوفی غلام رسول نیازی کی بھاوج اور عمر خان کی اہلیہ مرحومہ، فیصل آباد

☆ ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے مخلص دوست اور جامع مسجد المعمور نا گڑیاں (ضلع گجرات) کے مؤذن احمد خان بٹ مرحوم ۸رفروری کو انتقال کر گئے۔ انھوں نے جامع مسجد المعمور میں تقریباً پانچ سال مؤذن کے فرائض ادا کیے۔

☆ والدہ مرحومہ، حاجی محمد اسلم صاحب (ڈیرہ غازی خان)

☆ والدہ مرحومہ، حکیم راشد حسن ملتان کینٹ، انتقال: ۱۹رفروری ۲۰۰۸ء

☆ شیخ حسین اختر لدھیانوی کی بھابھی اور شیخ مظہر سعید (اوکاڑہ) کی تائی مرحومہ، انتقال: ۲۴رفروری

☆ ملتان میں ہمارے قدیمی مخلص و مہربان جناب نور اکبر مرحوم، انتقال: ۲۳رفروری ۲۰۰۸ء

☆ مجلس احرار اسلام کمالیہ کے ناظم جناب محمد طیب کے سسر مرحوم ☆ والدہ مرحومہ، جاوید جمال ڈسکوی مرحوم، ۱۷رفروری ۲۰۰۸ء

☆ مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی کے خادم اور ہمارے پرانے ساتھی محترم حافظ محمد شریف کے سسر محترم قاری محمد رمضان ۸رفروری ۲۰۰۸ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم حافظ رحیم بخش (مسجد نور ملتان) اور قاضی بشیر احمد جلد ساز (چیچہ وطنی) کے عزیز تھے اور چیچہ وطنی میں ہمارے دیرینہ مہربان تھے۔

قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

☆ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے قدیم ساتھی محترم عبدالمجید کے والد محترم جناب عبدالرشید علیل ہیں۔

☆ سید مجاہد شاہ صاحب (سلانوالی) ☆ سید خالد مسعود گیلانی کے چھوٹے بھائی شدید علیل ہیں۔

☆ عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالا) کے نواسے علیل ہیں۔

احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

دورۂ تفسیر قرآن کریم نمبر

من مطبوعات

ماہنامہ

نور علی نور

آخری کتاب ہدایت قرآن کریم

کے بارے میں اردو زبان میں

لکھے اور بیان کیے گئے گراں قدر

مضامین کا مجموعہ

زیر ادارت **مولانا عبد الرشید انصاری**

☆ قرآن کا تعارف ☆ قرآن کی فضیلت

☆ قرآن کی تاریخ ☆ قرآن کی ضرورت

☆ نسل نو کے نام قرآن کا امن آفرین پیغام

☆ قرآنی نظام کیلئے جدوجہد ☆ اکابر علماء کی تاریخی تقاریر

☆ مستشرقین کا جواب

☆ عقیدۂ توحید ورسالت ☆ عقیدۂ ختم نبوت

☆ عظمتِ صحابہؓ ☆ وقارِ نسواں۔ عورتوں کے حقوق وفرائض

☆ فن تجوید وقرأت، آداب وفضائل تلاوت قرآن

مفسرین، محدثین، اصحاب علم ودانش اور مفکرین مؤرخین کے
بلند پایہ، علمی، تاریخی اور فکر انگیز مضامین

قدیم وجدید مفسرین قرآن۔ مشہورِ عالم قاریانِ قرآن اور خطاطانِ قرآن کی خدمات
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ اور
شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کی تفسیری خدمات اور ان پر خاص مضامین

دیدہ زیب سرورق، مجلد معیاری طباعت 736 صفحات
زر تعاون 400 روپے
آئمہ اور خطباء کے لئے 300 روپے

لکھنے والے یا جن کے بارے میں لکھا گیا

- شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
- حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
- امام الہند حضرت مولانا ابو الکلام آزادؒ
- سفیر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ
- حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ
- مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ
- مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ
- جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ
- متکلم اسلام حضرت مولانا قاری محمد سالم قاسمی
- خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان
- پیر طریقت حضرت شاہ سید نفیس الحسینی
- خطیب بے بدل حضرت مولانا قاری محمد اجمل خانؒ
- خطیب لبیب حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ
- محدث دوراں حضرت مولانا مفتی زرولی خان
- حضرت مولانا علامہ مجاہد الحسینی
- شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی
- علامہ شاہ مصباح الدین شکیل
- سیرت نگار اقبال احمد صدیقی
- پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود
- پروفیسر ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی
- پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر
- پروفیسر محمد حسن
- مولانا عبد المعبود
- مولانا عبد الرؤف چشتی
- مولانا محمد یوسف قریشی
- مولانا تنویر الحق تھانوی
- مولانا قاری اللہ داد
- مولانا قاری عبد المنان انور
- مولانا محمد صدیق اراکانی
- محترمہ پروفیسر ریحانہ تبسم فاضلی
- محترمہ ڈاکٹر ثمینہ تابش

اور قاری محمد اسحاق سہارنپوری، قاری محمد سلیم قادری، سید کاشف گیلانی، محمد شبیر میرٹھی، ڈاکٹر ایم ایس رانا کی ایمان افروز تحریریں۔

نور علی نور اکیڈمی باہتمام مطبوعات جدیدہ العریشہ 566/B حضرۃ علی روڈ۔ امین ٹاؤن کینال روڈ فیصل آباد
041-8505384
0306 2162883

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد بلاک 12 چیچہ وطنی 6 مارچ 2008ء جمعرات بعد نمازِ عشاء

زیرِ صدارت

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مہمانِ خصوصی

حضرت الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

جناب سید منور حسن

سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی

سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مولانا محمد احمد لدھیانوی

قائد اہل سنت والجماعت

جناب سید محمد کفیل بخاری

ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری

نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

مولانا محمد یونس حسن

ایڈیٹر "انوار ختم نبوت" لاہور

منظوم خراجِ عقیدت: حافظ محمد شریف منچن آبادی ★ جناب حافظ محمد اکرم احرار

زعماء احرار کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام دینی جماعتوں کے رہنما اور دانشور خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشریات

فون: 040-5482253

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
امیر
مجلس احرار اسلام
پاکستان

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔

جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔

جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔

اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچّوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع جن اداروں شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No.32

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ (سیّد ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

دو روزہ ۳۰ ویں سالانہ

تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس

۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ * جامع مسجد احرار، چناب نگر

زیرِ صدارت
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

حضرت صاحبزادہ
عزیز احمد مدظلہ
(خانقاہ سراجیہ کندیاں)

مہمانانِ خصوصی

شیخ الحدیث
مولانا زاہد الراشدی
سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

حضرت
مولانا مجاہد الحسینی
مدیر: ماہنامہ "صوت الاسلام"، فیصل آباد

جناب
حافظ حسین احمد صاحب
مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام

مولانا
عبدالرشید انصاری
مدیر: ماہنامہ "نورٌ علیٰ نور" کراچی

مشائخ عظام جید علماء اور دانشور کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کریں گے

پروگرام

۱۱ ربیع الاوّل
پہلی نشست: بعد ظہر تا عصر
دوسری نشست: بعد نماز عشاء
۱۲ ربیع الاوّل
درس قرآن کریم: بعد نماز فجر
تقاریر: گیارہ بجے تا ظہر

جلوس

حسبِ سابق بعد از ظہر سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجدِ احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماءِ احرار خطاب فرمائیں گے

منجانب: تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) * مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ:۔ چناب نگر: 047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 040-5482253 کراچی: 0301-2684157